الکھنؤ
تعمیرِ حیات
پندرہ روزہ
مجلس صحافت و نشریات دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد ۲۹ — ۲۵ فروری ۱۹۹۲ء — مطابق ۲۰ شعبان ۱۴۱۲ھ — شمارہ ۸

شمس الحق ندوی

ماہِ مبارک کی برکت سے دامنِ مراد بھرنے کی فکر کریں

گردش لیل و نہار نے اپنا ایک دور پورا کرلیا، سال کے پورے گیارہ مہینے گذر گئے۔ ان گذرے ہوئے دنوں میں کیا کیا کوتاہیاں ہوئیں بھول چوک ہوئی، کبھی ارادہ و اختیار سے، کبھی سہو وغفلت سے، کسی کا دل دکھا، کسی کی حق تلفی ہوئی، کبھی مال و دولت کی حرص و طمع (لالچ) نے اللہ کے حکموں کو تڑوا دیا۔ دینی جذبہ شیطانی مکرو فریب اور وسوسوں سے مغلوب ہوگیا، وہ کر بیٹھے جس کو کرنے کے بعد بہت شرمانا اور پچھتانا چاہئے۔ تنہائیوں میں بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا اور اشک ندامت سے دامن کو بھگونا چاہئے، اس لئے کہ ہم مسلمان ہیں، ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ جس نے ہم کو پیدا کیا ہے، جس نے یہ نظامِ کائنات بنایا ہے، بڑی قدرت والا ہے، بڑے علم والا ہے ہمارے ہر اچھے برے کام کو دیکھتا اور جانتا ہے اور یہ بھی ایمان ویقین رکھتے ہیں کہ وہ دن بھی ضرور آکر رہے گا جب وہ ہمارے کئے کا حساب لے گا، نیکیوں اور بھلائیوں پہ نوازے گا ایسا کہ نہال کردے گا۔ برائیوں اور گناہوں پر سزا دے گا۔ ایسی سخت کہ اگر کسی کے پاس بفرض محال زمین وآسمان کے سارے خزانے موجود ہوں اور اتنا ہی اور ہو تو اس سب کو دے کر اس دردناک عذاب سے بچنے کی کوشش کرے گا۔

مگر اسی کے ساتھ ساتھ وہ نہایت رحیم وکریم ہے، اپنے ان بندوں پر ماں سے بھی زیادہ مہربان ہوجاتا ہے جو اپنے گناہوں پر نادم و شرمندہ ہوکر اس سے روتے اور توبہ کرتے ہیں۔ اس کا یہ لطف وکرم عام ہے جس وقت اور جس لمحہ بندہ اس کی طرف متوجہ ہو، وہ اس کو اپنے دامن عفو وکرم میں جگہ دیتا ہے، راضی اور خوش ہوتا۔ لیکن اس نے کچھ لمحات اور گھڑیاں ایسی بھی مقرر کر رکھی ہیں جن میں اس کے عفو وکرم کی بارش اس طرح ہوتی ہے جیسے ساون کے مہینہ میں برسات کی جھڑی لگتی ہے۔ رمضان المبارک کا پورا مہینہ انھیں لمحات میں سے ہے جن کو اس کے لطف کرم نے اپنے مومن بندوں پر رحمتوں کی بارش کے لئے مقرر فرمادیا ہے۔

اس ماہِ مبارک میں مومن بندے روزے رکھیں گے یعنی اس مالکِ حقیقی کے حکم کے مطابق بھوکے، پیاسے رہیں گے، بندوں کی اس بھوک پیاس سے مقصود صرف بندوں ہی کا فائدہ اور روحانی ترقی ہے، ان روزوں کی حکمتیں اور مصلحتیں بے شمار ہیں اور وہ سب بندوں کو حاصل ہوتی ہیں۔ جب بندے اسی کی رضا وخوشنودی کے لئے بھوک پیاس کی تکلیف اٹھاتے ہیں، ذکر وتلاوت، زہد وعبادت میں شب و روز گذارتے ہیں۔

آپ روزہ سے ہیں آپ کو بھوک لگی ہے، پیاس ستا رہی ہے، بار بار گھڑی پہ نظر جاتی ہے ابھی افطار میں کتنا وقت باقی ہے ابھی کتنی دیر بعد پانی کا گلاس منہ کو لگا سکیں گے۔

سرپرست
مولانا معین اللہ ندوی
نائب ناظم ندوۃ العلماء

ادارۂ تحریر
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

مشاورت
مولانا نذر الحفیظ ندوی — مولانا سلمان حسینی ندوی
مولانا محمد خالد ندوی — مولانا عبداللہ حسنی ندوی
مولانا محمد رضوان ندوی — ڈاکٹر ہارون رشید

خط وکتابت و منی آرڈر کا پتہ
منیجر تعمیر حیات پوسٹ بکس 93
ندوۃ العلماء لکھنؤ 226007 (یوپی)

زر تعاون ملکی
سالانہ پچاس روپے ۵۰/-
فی شمارہ ۲/۲۵

بیرون ملک فضائی ڈاک
ایشیائی۔ یورپی۔ افریقی وامریکی ممالک
۲۵/- ڈالر

بیرون ملک بحری ڈاک
بحری ڈاک جملہ ۱۰/- ڈالر

نوٹ
ڈرافٹ سکریٹری مجلس صحافت ونشریات لکھنؤ کے نام سے بنائیں۔ اور دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر روانہ کریں۔

اس دائرہ میں اگر سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے۔ لہذا اگر آپ چاہتے ہیں کہ دین وادب کا یہ خادم ندوۃ العلماء کا ترجمان آپ کی خدمت میں پہونچتا رہے تو سالانہ چندہ مبلغ پچاس روپئے بذریعہ منی آرڈر دفتر تعمیر حیات کے پتہ پر ارسال فرمائیں۔
چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر لکھنا نہ بھولیں، نمبر یاد نہ ہونے کی صورت میں جس نام و پتہ پر تعمیر حیات جاتا ہے اس کی صراحت منی آرڈر کوپن پر ضرور کریں اور اگر جدید خریدار ہیں تو بھی صراحت ضروری ہے۔

درس حدیث
حلال و حرام

ڈاکٹر محمد لقمان اعظمی ندوی

عن النعمان بن بشیر، قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: الحلال بیّن والحرام بیّن وبینہما مشتبہات لا یعلمہا کثیر من الناس فمن اتقی الشبہات استبرأ لدینہ وعرضہ، ومن وقع فی الشبہات کراع یرعی حول الحمی، یوشک أن یواقعہ ألا وإن لکل ملک حمی ألا إن حمی اللہ فی أرضہ محارمہ، ألا وإن فی الجسد مضغۃ إذا صلحت صلح الجسد کلہ وإذا فسدت فسد الجسد کلہ، ألا وہی القلب

(رواہ البخاری)

حضرت نعمانؓ بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حلال بھی ظاہر ہے حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان ملتی جلتی چیزیں ہیں، بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس جو شبہات سے بچا اس نے اپنے دین اور آبرو کو بے داغ رکھا اور جو شبہات میں پڑ گیا وہ حرام میں پڑ گیا اس چرواہے کی طرح جو اپنے جانوروں کو رکھنے کے گرد چراتا ہے قریب ہے کہ جانور رکھنے چرلیں۔ سن لو ہر بادشاہ کے لئے ایک رکھنا ہے۔ سن لو اللہ کی رکھنا اس کے محرمات ہیں۔ سن لو جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے۔ اگر وہ اچھا ہے تو سارا جسم اچھا ہے۔ اور اگر وہ بگڑا تو سارا جسم بگڑ گیا وہ دل ہے۔ (بخاری)

اس حدیث پاک کی عظمت شان پر علماء کرام متفق ہیں کہ یہ ان احادیث میں سے ایک ہے جن پر اسلام کا مدار ہے، ایک جماعت کے نزدیک تو یہ حدیث اسلام کا تہائی حصہ ہے، اور اسلام کا محور یہ حدیث مذکور اور حدیث "من حسن إسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ" اور حدیث: إنما الأعمال بالنیات ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں۔ اسلام کا محور چار حدیثیں ہیں تینوں مذکورہ حدیثیں اور چوتھی حدیث: لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیہ ما یحب لنفسہ

تم میں کا کوئی شخص مومن کامل نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی نہ پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

اس حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ واضح فرماتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے آپ کی امت کے لئے اس زندگی میں جو چیزیں حلال فرمائی ہیں ان سے لطف اندوز ہونا اور فائدہ اٹھانا جائز ومباح ہے اگر کوئی قید وپابندی ہے تو اس بات کی کہ اس میں اسراف وفضول خرچی نہ پائی جائے اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو بعض اسباب اور مصالح کی بناء پر جن کو کوئی نہیں جانتا ہے حرام فرمایا ہے لہذا بندہ کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلے اور اس کی نافرمانی سے بچے کیونکہ غلام کو اس کا حق نہیں کہ اپنے آقا کے حکم سے سرتابی کرے، حلال وحرام کے علاوہ کچھ ایسے بھی امور ہیں جو مشکوک ومشتبہ ہیں ان کا حلال یا حرام ہونا معلوم نہیں۔ لہذا مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ایسی چیزوں کے بارے میں پہلے علماء کی طرف رجوع کرلے ان سے اس کا حکم معلوم کرے پھر اس پر عمل کرے۔

اسی وجہ سے علماء نے حلال اور

۱۔ جن چیزوں کا حلال ہونا صاف اور کھلا ہوا ہے جیسے روٹی میوہ جات اور زیتون کا تیل۔

۲۔ جن چیزوں کا حرام ہونا معلوم اور کھلا ہوا ہے جیسے شراب، سور کا گوشت، جھوٹ، غیبت، چغل خوری

۳۔ مشتبہ جس کا حلال یا حرام ہونا واضح نہیں کہ معلوم کہ وہ حلال ہے یا حرام لہذا مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ ہر اس چیز سے پرہیز کرے جس کے بارے میں شک وشبہ ہو کہ یہ جائز وحلال ہے یا حرام وناجائز تھی تو گناہ سے بچ گیا، اور اگر حلال تھی تو شک کی بنا پر اس کو چھوڑ دینے سے اجر وثواب کا مستحق ہوا۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ:

مشتبہات کا یہ مطلب ہے کہ ان کا حلال وحرام ہونا واضح نہیں جس کی وجہ سے عوام اس سے واقف نہیں ہوتے، انھیں ایسی چیزوں کا حکم معلوم نہیں، لیکن علماء ایسی چیزوں کے حکم سے کسی نص، قیاس یا کسی اور طرح سے واقف ہوجاتے ہیں۔"

خطابیؒ کا کہنا ہے کہ:

مشتبہات بعض لوگوں پر مشتبہ ہوتے سب پر نہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اصولِ شریعت میں ان کے لئے کوئی واضح حکم نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا حکم نہ واضح فرما دیا ہو لیکن بہت سے لوگ (کم علمی کے سبب) اس سے واقف نہیں ہوتے۔"

انھیں وجوہات کی بنا پر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ مشتبہات کو معلوم کرنے کی فکر کرے اور ان سے بچے تاکہ اپنے دین اور عزت وناموس کو محفوظ رکھ سکے یہ بچنا دل کے اندر پرہیز وتقویٰ کی کیفیت کے پائے جانے پر منحصر ہے اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر وتسبیح، اطاعت وعبادت اور صلحائے امت کی ہم نشینی اختیار کرکے دل کو پاک صاف رکھنے کا مشورہ دیا ہے کہ دل کی درستگی ہی سے پورا جسم صحت مند وتندرست رہتا ہے اور دل کے بگڑ جانے سے پورا نظام جسمانی بگڑ جاتا ہے حدیث کے یہ آخری الفاظ ہم پھر سے پڑھ لیں "سنو! جسم کے اندر گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ صحیح رہتا ہے تو پورا جسم صحیح رہتا ہے۔ اور جب اس میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے تو پورے جسم کا نظام بگڑ جاتا ہے، سنو! وہ دل ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت

پورے نظام جسمانی کا امیر وحاکم ہے اس امیر وحاکم صحیح ہوتا ہے تو رعیت بھی نیک چلن ہوتی ہے اور امیر وحاکم کا چلن بگڑتا ہے تو رعیت بھی بگڑ جاتی ہے۔ اس حدیث پاک میں دل کی قدر ومنزلت کی اہمیت سے باخبر فرمایا گیا ہے اس کے درست وصحیح رکھنے پر زور دیا گیا ہے اور یہ اشارہ بھی کیا گیا ہے کہ دل پر حلال کمائی اور اچھے عمل کا اثر پڑتا ہے۔

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے۔ اللّٰہم إنی أسألک قلباً سلیماً۔

اے اللہ! میں تجھ سے قلب سلیم کا طلب گار ہوں۔ قلب سلیم وہ ہے جو ہر قسم کے شیطانی اثرات اور برائیوں سے محفوظ ہو یہ دل وہ دل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت بسی ہو اور ان چیزوں کا خوف سمایا رہتا ہو جو اس کی محبت سے دور کرتی ہیں مسند امام احمد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے: آپ نے فرمایا:

لا یستقیم إیمان عبد حتی یستقیم قلبہ "کسی بندہ کا ایمان اس وقت تک درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل نہ درست ہو۔

دل کی درستگی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور جذبات اطاعت سے بھرا ہوا ہو اور اس کی نافرمانی ناگوار ہو۔ جسم کا عمل دل کے عمل وارادہ کے تابع ہے۔ اگر دل کا عمل وارادہ اللہ کے لئے ہے تو دل بھی درست ہوگا۔ اور پورے جسم کا عمل درست ہوجائے گا۔

اسی طرح سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی بھی وضاحت فرمادی ہے کہ حلال کی فکر، حرام سے پرہیز اور مشتبہات سے دور رہنے کا دل کے صلاح وبگاڑ میں کیا اثر ودخل ہوتا ہے۔ اس حدیث پاک کی عظمت کا یہی سب سے بڑا راز ہے۔

ماوردی کا کہنا ہے کہ:

"علماء نے اس حدیث کی عظمت سے اس لئے زور دے کر آگاہ فرمایا ہے کہ انسان کو جب جسم ودل دونوں کی پاکی حاصل ہوتی ہے تبھی اس کی عبادت صحیح معنوں میں عبادت ہوتی ہے

حدیث کا مفہوم:

حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ چیزوں کی اصل حلال ہے جب تک کہ قرآن وحدیث سے اس کی حرمت نہ ثابت ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رمضان کا پیغام

(مولانا) محمد الحسنیؒ

جس طرح اس آب وگل کی دنیا میں ہر سال بہار آتی ہے، درخت اپنا لباس تبدیل کرتے ہیں اور نئے نئے خوشبودار پھولوں سے فضا معطر ہوجاتی ہے کلیاں مسکراتی ہیں اور باد صبا اٹھکیلیاں کرتی ہے اور فطرت اپنے آپ کو نہ صرف بے نقاب کرکے بلکہ آراستہ کرکے پیش کرتی ہے اسی طرح روح ودل کی دنیا میں بھی ہر سال بہار آتی ہے، جسم وروح کے خالق نے دونوں کی تازگی اور بالیدگی کا پورا پورا سامان کیا ہے بلکہ روح ودل کی بہار کا تناسب اس مادی اور ظاہری بہار سے وہی ہے جو آخرت کی ابدی زندگی کا دنیا کی چندروزہ بہار سے ہے جس طرح اس عارضی بہار کے لئے گوشت و پوست کی ان آنکھوں کی ضرورت ہے اسی طرح اس دائمی اور حقیقی بہار کے لئے دل کی آنکھوں کی شرط ہے، جس کا دل جتنا زیادہ بیدار، پاکیزہ اور شفاف ہوگا اور جس کی نگاہِ بصیرت جتنی زیادہ تیز ہوگی اسی قدر وہ اس بہار سے لطف اندوز ہوسکے گا روح ودل کی اس بہار کا زمانہ رمضان کا وہ مبارک مہینہ ہے جو خوش قسمتی سے آج ہمارے اوپر سایہ فگن ہے یہ دل کی مرجھائی ہوئی کلیوں کو دوبارہ سرسبز وشاداب کرنے زندگی کے داغ دھبوں کو دھونے، نگاہ، دل، زبان اور اعضاء وجوارح کو غسل طہارت دینے احکام خداوندی کے سامنے بے چوں چرا سر تسلیم خم کرنے، ایثار وقربانی، ہمدردی ومحبت اور دلداری وغمخواری کا مزہ چکھنے اور دل کی اس حقیقی لذت سے بہرہ یاب ہونے کا مہینہ ہے جس کے لئے رمضان المبارک سے بڑھ کر اور کوئی مہینہ نہیں۔

شَہرُ رمضَانَ الذی انزلَ فیہِ القُرآن ھُدیً للنّاس وبینات مِنَ الھُدیٰ وَالفُرقَان ۔

یہ ایک ایسا سالانہ امتحان ہے جس میں انسان خود ہی طالب علم اور خود ہی ممتحن ہے، وہ خود اپنا محاسبہ کرسکتا ہے کہ اس مہینہ کے لئے جو سال میں صرف ایک بار آتا ہے اس نے کیا تیاری کی اور اس کو کیا اہمیت دی، اس کو کن مشاغل سے آباد [illegible]

متعلق حضرت جبرئیل علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا کہ خاک آلود ہو، اس کی ناک جس نے رمضان کا مہینہ پایا اور پھر بھی اپنی تحسین نہ کروائی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا تھا (آمین) اور جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اولہ رحمۃ واوسطہ مغفرۃ و آخرہ عتق من النار۔

اس کا پہلا حصہ رحمت ہے، دوسرا حصہ مغفرت ہے، اور تیسرا حصہ جہنم سے نجات کے لئے ہے۔ اگر ہم مختصر الفاظ میں اس مہینہ کی روح اور اس کی خاص اعمال کا خلاصہ سمجھنا چاہیں تو ہم اس کو دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں پہلے حصہ کی نوعیت دوا کی ہے اور دوسرے حصہ کی نوعیت پرہیز کی، پہلی چیز دو قسم کے عمل پر مشتمل ہے، تلاوت وعبادت اور دعا ومناجات کی کثرت، اور ذکر وجستجو کرکے، اور ہاتھ کھول کر مستحقین اور ضرورتمند کی اعانت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینہ میں جس قدر فیاضی اور بذل وعطاء سے کام لیتے تھے اس کے متعلق حدیث کے الفاظ ہیں: کانَ اجود من الرِّیح المرسلۃ۔ یعنی اس مہینہ میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی تھے، پرہیز بھی اس کے لئے دو ہیں، حرام، مضر اور لایعنی چیزوں سے نگاہ کا پرہیز اور جھوٹ، غیبت، بدکلامی اور فضول گوئی سے زبان کا پرہیز۔

حدیث وقرآن کے مطالعہ اور صحابہ کرام اور ان کے سچے متبعین کی زندگی سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر رمضان میں کم از کم ان دو چیزوں کا پورا اہتمام کرلیں تو انشاء اللہ رمضان کے فوائد واثرات سے محروم نہیں رہ سکتے اور اگر اللہ تعالیٰ کی مدد شامل رہی تو قلب وروح کی بالیدگی اور روحانی ترقی وکمال کے بلند مرتبہ تک پہونچ سکتے ہیں۔

اللہ کے کتنے مخلص ومقبول بندے ہیں جن کے لئے یہ رمضان بلاکسی مبالغہ کے عید سے کم نہیں، جو یہ کہتے ہیں کہ: العید ساعات ورمضان کلہ عید (عید تو چند گھنٹوں کی ہوتی ہے لیکن رمضان تو پورا عید ہے) یہ وہ مبارک اور خوش نصیب لوگ ہیں جن کے لئے

جو نعمتیں دی ہیں شیطانی وسوسہ میں آکر کہیں غرور وگھمنڈ میں نہ مبتلا ہوجایئے کہ اس کی طاقت سے خدا کے کمزور بندوں پر ظلم کیجئے۔ ان کو حقیر سمجھئے، آپ کے پاس جو کچھ ہے وہ خدا ہی کا دیا ہوا ہے، اور ان کے پاس جو نہیں ہے وہ خدا ہی کے روکنے سے رکا ہے، اگر آپ کا روزہ اس طرح گذرے گا۔ تو دل میں خدا کے بندوں سے پیار ومحبت کا جذبہ پیدا ہوگا اور آپ کو جو نعمت حاصل ہے اس پر شکر ادا کریں گے اور پھر ان تمام باتوں سے بچنے کی توفیق ملے گی جن سے خدا کے بندوں کو دکھ پہنچتا ہے۔ اور ان باتوں سے بھی بچنے کا حوصلہ ملے گا جو خدا کو ناراض کرنے والی ہیں، اور پھر آپ خدا کی راہ میں اس طرح خرچ کریں گے کہ آپ کا داہنا ہاتھ دے گا تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوگی، دل میں جو کچھ جذبہ ہوگا وہ خدا کو راضی وخوش کرنے کا ہی جذبہ ہوگا۔

مختصر یہ کہ ہمارے ماحول ومعاشرہ میں جس کو دوسری قوموں کے لئے نمونہ ہونا چاہئے تھا۔ جو برائیاں پیدا ہیں وہ دور ہوجائیں گی۔ تن من دونوں پاک ہوجائیں گے، تن کی پاکی یہ ہے کہ ہمارے اعضاء وجوارح سے کوئی ایسا کام نہ ہو جو اللہ رب العزت کو ناپسند ہو۔ من کی پاکی یہ ہے کہ دل میں خدا ہی کی رضا اور خوشنودی کا سودا سمایا ہو۔ امید ہو تو اس سے خوف ہو تو اس کا کوئی غلط عقیدہ شرک وبدعت کا اس میں داخل ہونے پائے۔ مولانا محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں: ؎

نہ کوئی راہ پا جائے نہ کوئی غیر آجائے
حریم دل کا احمدؔ اپنے ہر دم پاسباں رہنا

حضرت شاہ مرزا مظہر جانجاناںؒ نے فرمایا: "رمضان شریف میں نسبت باطن میں نہایت ترقی ہوتی ہے۔ روزہ میں بہت احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ غیبت اور کذب سے بچنا چاہئے ورنہ فاقہ ہوجاتا ہے روزہ نہیں رہتا جس کی وجہ سے روزہ دار روزہ کے ثواب سے محروم رہتا ہے۔"

فرمایا: اس ماہ مبارک میں جو جمعیت وحضور حاصل ہوتا ہے وہ سال بھر کے واسطے ذخیرہ ہوجاتا ہے اور اگر اس میں فتور آجاتا ہے تو تمام سال اس کا اثر رہتا ہے۔

عین اسی حالت میں آپ ذرا تصور فرمایئے افریقہ کے ان قحط زدہ علاقوں کا جہاں لوگ بھوک پیاس سے تڑپ رہے ہیں ماؤں کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہوچکا ہے۔ اخبارات میں چھپنے والی تصویروں میں صرف انسانی ڈھانچہ نظر آتا ہے نہایت بے کسی کے عالم میں گھومتی ہوئی ان کی آنکھوں کی پتلیاں دیکھنے والوں کے دلوں کو ہلا کر رکھ دیتی ہیں۔ یہیں سے آپ اپنے ذہن وفکر کو دنیا کے دوسرے خطوں کے مظلوم ومقہور انسانوں کی طرف لے جایئے۔ ان کے فقر وبے بسی کی تصویر دیکھئے۔ ان کے خیموں اور جھونپڑوں کو دیکھئے ان جھونپڑوں کے اندر کچھ کھانے پینے کو بھی موجود ہے۔ ان کے جسموں کو دیکھئے کیا ان پر کپڑے ہیں؟

ابھی ابھی تو صبح ہوئی تھی، ابھی تو آپ نے سحری کھائی تھی اور کتنی انواع واقسام کی چیزیں کھائی تھیں۔ اور بھوک سے کچھ زیادہ ہی کھالیا تھا کہ اب سورج غروب ہونے تک کھانے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس کے باوجود آپ کس بےچینی کے ساتھ افطار کے وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور بار بار گھڑی دیکھ رہے ہیں۔ بہت سویرے سے گھر میں چولھا جل گیا ہے افطار وکھانے کی تیاری ہو رہی ہے۔

اب ذرا سوچئے کہ جن کو کئی کئی دن کھانا نہیں مل رہا ہے ان پر کیا گذرتی ہوگی۔ کیا وہ سب خدا کے بندے نہیں ہیں، کیا نعوذ باللہ اب خدا کے خزانہ میں کمی آگئی ہے ان کو دینے کے لئے کچھ باقی نہیں رہا ہے نہیں ہرگز نہیں یہ خیال وتصور کرنا بھی کفر ہے۔

نہیں بلکہ یہ اس کی بے پناہ حکمتوں اور مصلحتوں کا تقاضا ہے۔ آپ ان دکھ کے ماروں کو دیکھیں پھر اپنے آرام دہ مکان نرم نرم بستر اور خوبصورت لباس، کھانے کی ان نعمتوں کو دیکھیں جو خدا نے آپ کو دے رکھی ہیں۔ اور پھر ہزار دل سے اس کا شکر ادا کیجئے، اس میں غریبوں اور مسکینوں کا حصہ لگایئے فضولیات اور بے جا خرچ سے اس طرح بچئے اور دور رہیئے جیسے اس جگہ جانے سے بچتے اور دور بھاگتے ہیں جہاں کوئی وبائی بیماری پھیلی ہوتی ہے اس لئے کہ اسراف وبےجا خرچ کرنے والوں کو قرآن مجید میں شیطان کا بھائی کہا گیا ہے اور

رمضان المبارک کا پیغام — ہندوستانی مسلمانوں کے نام

حضرت مولانا مدظلہٗ کی یہ تقریر ۲۶ رمضان المبارک [illegible] کو جمعۃ الوداع کے موقع پر تکیہ حضرت شاہ علم اللہ (رائے بریلی) کی مسجد میں ایک بڑے مجمع میں کی گئی جو ہدیۂ قارئین ہے۔

الحَمدُ لِلّٰہِ نحمدہٗ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرورِ انفسنا ومن سَیّئات اعمالنا من یھدہِ اللہ فَلامُضلَّ لہ ومن یُضلِلہ فلا ھادی لہ ونشھدُ ان لا الہ الا اللہ ونشھد انَّ سیدَنا ومولانا محمداً عبدُہٗ ورسولہ۔ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وذریاتہ وأزواجہ وأھل بیتہ وبارک وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔ امابعد

اعوذ باللہِ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا ایھا الذین آمنوا کتب عَلیکم الصیام کما کتب عَلی الذینَ مِن قبلکم لعَلکم تتقون۔

روزے کی فرضیت میں انسانی فطرت کی رعایت

میرے دینی بھائیو! بزرگو اور عزیزو! میں نے ابھی آپ کے سامنے قرآن کریم کی وہ آیت پڑھی ہے جس کے رمضان المبارک میں روزہ کی فرضیت کا اعلان ہوا اور تمام مسلمانوں کو اس زمانہ کے مسلمانوں کو اسی آیت سے علم ہوا، اور قیامت تک یہی آیت اس کی دلیل رہے گی، اس میں کچھ باتیں ہیں سوچنے اور غور کرنے کی، نکتہ کی، پہلے ہم اس کا ترجمہ کریں گے، پھر ایک خاص بات کی طرف اشارہ کریں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔"

اس خطاب میں بھی بڑی بلاغت وحکمت ہے، کہ ایک ایسی چیز جو نفس پر شاق ہے، دشوار ہے، جس کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے اس کی بنیاد ایمان کو بنایا گیا اور پہلے ایمان کا تذکرہ کیا گیا کہ اے وہ لوگو! جو ایمان لاچکے ہو، اللہ تعالیٰ کی تمام باتوں کو قبول کرنے کا عہد کرچکے ہو اور دائرۂ اسلام میں داخل ہوچکے ہو اور اپنے کو اللہ کے حوالے کرچکے ہو، کہ وہ ہمارا مالک ہے، ہمارا حاکم ہے، جو حکم دے گا ہم اس پر عمل کریں گے، اس سے مطلب نہیں فائدہ ہوگا یا نہیں، وہ آسان ہے یا مشکل ہے، ایک بات ہے یا دس باتیں ہیں ایک مرتبہ کرنا ہوگا، دس یا بیس مرتبہ کرنا ہوگا۔ سو پچاس مرتبہ کرنا ہوگا، اس سے کوئی بحث نہیں ہم نے اللہ کی غلامی قبول کرلی اس کی عبودیت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا اور اعلان کردیا کہ ہم جو حکم دے گا ہم اسی پر عمل کریں گے اللہ تعالیٰ کی حکیم ذات ہی اس حکم کو اس طرح شروع کرسکتی ہے، ورنہ دنیا کے جو قوانین ہیں، جن باتوں کا حکومتیں اعلان کرتی ہیں۔ اور جو نئے قوانین بنتے ہیں اور جو نئی پابندیاں عائد ہوتی ہیں، ان کے لئے کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی، یہ کروگے تو بچ جاؤگے اس پر عمل نہ کروگے تو سزا پاؤگے بس، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، حالانکہ وہ حاکم مطلق ہے، زمین وآسمان کو پیدا کرنے والا ہے اور سب کی زندگیاں، سب کی جانیں، سب کی عزتیں اسی کے قبضہ میں، کسی طرح کہہ دیتا، کہہ سکتا تھا، اس کا حق تھا لیکن اس نے کہا:

یا ایھا الذین آمنوا

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو

تو اللہ تعالیٰ نے ہم تمام مسلمانوں کی قوت ایمانی کو آواز دی ہے، قوت ایمانی کو جگایا ہے، اور اس کو بنیاد بنایا ہے، اے وہ لوگو! جو اس بات کا عہد کرچکے ہو کہ

کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔

تم پر روزے فرض کئے گئے، جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔

یہ انسان کی فطرت ہے اللہ تعالیٰ فطرتِ انسانی کا بنانے والا اس کا خالق ہے، اس کی رعایت کرنے والا بھی ہے کسی مجبوری سے نہیں اپنی حکمت سے بھی اپنی رحمت سے بھی، کہ جب وہ کسی بات کا حکم دیتا ہے، تو اس بات کے لئے زمین تیار کردیتا ہے کہ انسان اسکو آسانی سے قبول کرسکے اس لئے کہ انسان کی فطرت ہے، کہ جو چیز اس کو انوکھی اور نرالی معلوم دیتی ہے اس سے گھبراتا ہے، چونک اٹھتا ہے اچھا یہ بھی کرنا ہوگا؟ لیکن جب اس کو یہ معلوم ہوجائے کہ یہ ہوتا آیا ہے لوگ کرتے رہے ہیں۔ تو پھر وہ اس کو سنتا ہے، خوشگواری کے ساتھ مانتا ہے اور آسانی کے ساتھ۔ تابعداری کے ساتھ۔

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھے، چنانچہ، مذاہب اور اخلاقیات کی تاریخ سے اور قوموں اور ملکوں کی تاریخ سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ ہر مذہب میں کسی نہ کسی شکل میں روزہ رہا ہے، مذہبی تاریخی کتابوں میں تفصیل موجود ہے، کہ اس کی کیا شکل اور کیا تعداد تھی، کیا وقت کہاں سے شروع ہوتا تھا، کیا پابندیاں تھیں، یہ ایک علمی تاریخی مسئلہ ہے جس کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

لَعَلکُم تتَّقُونَ۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ

تقوے کا صحیح مفہوم

یہاں ایک بات کی طرف توجہ دلائی ہے جب کسی زبان کا لفظ کسی زبان میں آتا ہے، تو اکثر ایسا ہوتا ہے، کہ وہ اپنے اصلی معنی کھو دیتا ہے، اور اس کے ساتھ ذہن کے سوچنے کے بہت سے طریقے لگ جاتے ہیں انھیں میں سے ایک لفظ، تقویٰ اور متقی کا ہے، ہمارے یہاں متقی کے معنی ہیں بڑا عبادت گزار، راتوں کو بہت کم سوتا ہو اور نہ سوتا ہو تو اور زیادہ متقی ہے، اور نہ کھاتا ہو، اور اگر وہ مسلسل عبادت کرتا ہو۔ تو اور بڑا متقی ہے، اور کثرت سے نماز پڑھتا ہو نماز ہی میں اس کا دل لگتا ہو، جب دیکھو نماز پڑھ رہا ہے تو اور بڑا متقی ہے اور ذرا ذرا چیز میں شبہ سے بچتا ہو، متقی ہے لیکن عربی میں جہاں سے یہ لفظ آیا ہے زیادہ شب بیدار کے نہیں ہیں، کہ بڑا عبادت گزار، شب بیدار، دن کو روزے رکھنے والا رات کو عبادت کرنے والا نمازیں پڑھنے والا، بلکہ عربی زبان میں تقویٰ کے معنی ہیں، لحاظ کرنے والا، ہر کام کے کرتے وقت یہ لحاظ کرنا کہ یہ کام کیسا ہے، خدا کو راضی کرنے والا ہے یا ناراض کرنے والا ہے، جائز ہے یا ناجائز، دین کے مطابق ہے یا منافی۔

تقویٰ کے معنی ہیں لحاظ وشرم کی عادت، پاس ولحاظ کی عادت پڑ جانا، مثلاً کوئی بچہ ہے، اس کو اگر صحیح تعلیم دی گئی ہے، اسے اچھا ماحول ملا ہے، اور اس کی صحیح تربیت کی گئی ہے، بڑوں کا ادب کرنے لگتا ہے، بڑوں کا ادب کے کیا معنی ہیں کہ بڑوں کے سامنے کوئی ایسا کام، ایسی حرکت نہیں کرے گا جو بے ادبی میں شمار ہو، جس سے ان بڑوں کی توہین ہوتی ہو، یا ان بڑوں کا مذاق اڑتا ہو، یا حقارت ہوتی ہو، تو کہا جائے گا اس لڑکے کو بڑا پاس ولحاظ ہے، ادب سیکھ گیا ہے ایسے ہی طالب علم کا ادب ولحاظ ایسے ہی مرید کا ادب ولحاظ، ایسے ہی ملازم کا ادب ولحاظ تو تقویٰ کے معنی ہیں ادب ولحاظ کے، کہ کرنے سے پہلے یہ سوچنا کہ یہ کام کیسا ہے، اسکو خوش کرنے والا ہے یا ناراض کرنے والا ہے اور اگر دین کے دائرہ میں دیکھئے تو یہ دیکھنا کہ دین وشریعت کے مطابق ہے یا نہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہے یا نہیں اس کی عادت پڑ جانا، یہ ہے تقویٰ، چنانچہ اس کی دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو فاروق اعظم اور امیر المومنین ہیں، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد صحابۂ کرام میں سب سے بڑا درجہ انہی کا ہے۔ مسلمانوں کے خلیفہ تھے، امیر المومنین تھے، قرآن مجید ان کے سامنے ہی نازل ہوا اور پھر اہل زبان ہیں، اور اہل زبان بھی کیسے ہیں کہ اس زمانہ کی ٹکسالی زبان جو ہر زمانہ میں معتبر رہے گی، سکۂ رائج الوقت کی طرح وہ وہی بولتے پڑھتے، وہی زبان بولنے والے اور صحابہ کرام وہ تھے کہ کسی چیز کے پوچھنے میں ان کو کوئی شرم نہیں آتی تھی، وہ ہر وقت اس فکر میں رہتے تھے، کہ اپنے علم کو صحیح کریں، اور بڑھائیں، تو انھوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کا نام لے کر کہا، یہ بتاؤ کہ تقویٰ کسے کہتے ہیں، تو انھوں نے کہا امیر المومنین! آپ ایسے راستہ سے چلے ہو

بھی کانٹوں کی قطار ادھر بھی کانٹوں کی قطار ہے) اور راستہ تنگ، حضرت عمرؓ نے فرمایا ہاں! ایسا اتفاق ہوا ہے، انھوں نے کہا، پھر آپ نے کیا کیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا، اس سمیٹ لیا، آستین وغیرہ دیکھی کہ کہیں کانٹوں میں پھنس نہ جائے، کہا: یہی تقویٰ ہے کہ زندگی اس طرح گزاری جائے، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی کام ایسا کر بیٹھے جو خدا کو ناراض کرنے والا ہو، مسئلہ کے خلاف ہو، ناجائز ہو، تو اس آیت میں جس میں بہت سے لوگ غور نہیں کرتے کہ عربی زبان کے مزاج سے واقف نہیں ہیں، وہ یہ سمجھتے ہیں کہ روزے اس لئے فرض کئے گئے کہ ہم متقی بن جائیں، کہ ۲۹ دن یا ۳۰ دن روزے رکھے گا رمضان ختم ہوگیا۔ عید کا چاند نکلنے لگا تو وہ متقیوں میں ہوگیا، "اللہ اکبر" کہ جس نے دن کو روزہ رکھا، کچھ کھایا نہیں، اور کئی کئی قرآن شریف ختم کئے، رات میں عبادت کی اور تراویح سنی، یہ متقی ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے، کہ امتحان میں پاس ہوگیا چھٹی ملی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے مہینہ میں حلال پاک و طیب چیزیں رمضان کے دن کے اوقات میں اللہ کے حکم سے، اللہ کی مرضی سے پاک و صاف چیزیں چھوڑ دیں ایک دن دو دن نہیں ۲۹ دن ۳۰ دن پانی نہیں پیا، حالانکہ پانی سب سے بڑی نعمت ہے "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ ہم نے پانی ہی سے ہر زندہ چیز پیدا کی ہے۔

اور کھانا نہیں کھایا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دیا تھا، گھر میں وہ چیزیں موجود تھیں حلال کمائی سے تھیں، لیکن نہیں کھایا، کیوں نہیں کھایا، کیوں نہیں پیا، وہ چیزیں جو انسان بحیثیت انسان کے اور بشری تقاضوں کے کرتا ہے، تعلقات بھی اس میں ہیں، تصرفات بھی اس میں ہیں، اس میں اعمال بھی ہیں، یہ سب چیزیں ہم نے چھوڑیں محض اللہ کے حکم سے، کہ اللہ تعالیٰ نے صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک حلال و پاک چیزوں کے استعمال سے بھی روکا ہے کہ تمہارے حلق سے پانی کا ایک قطرہ نہ اترنے پائے، تمہارے حلق میں کھانے کا ایک دانہ نہ جانے پائے، تو جب ہم نے اللہ کے حکم سے یہ پاک طیب چیزیں چھوڑ دیں ہیں۔ تو اب جب رمضان المبارک ختم ہوگیا تو اس سے یہ بات بھی ہم میں واضح ہو جانی چاہیئے کہ جو ناپاک چیزیں ہیں، اور ناپاک کیا ہیں؟ ہم آپ سمجھتے ہیں کہ جسے گندگی ہوگئی، جبکہ سب سے بڑی ناپاک چیز گناہ ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

تو جس طرح ہم نے اللہ کے حکم سے رمضان کے دنوں میں حلال و پاک طیب چیزیں چھوڑیں تو اسی اللہ کے حکم سے غیر رمضان کے دنوں میں گناہوں کا ارتکاب کیسے کریں، ہم اللہ کو ناراض کرنے والی چیزیں کیوں کر گزریں، ہم جھوٹ کیوں بولیں ہم جھوٹی گواہی کیوں دیں؟ ہم کسی مسلمان کی دل آزاری کیوں کریں؟ ہم کسی کا حق کیوں ماریں، ہم بہتان کیوں لگائیں، ہم چوری کیوں کریں، ہم ظلم کیوں کریں، ہم کسی کا خون کیوں بہائیں، ہم کسی کا دل کیوں توڑیں بس، ساری چیزیں جو آپ جانتے ہیں ان چیزوں سے بچنے کی عادت، خیال دھیان پیدا ہو جائے، یہ ہے تقویٰ یہ ہے رمضان کا مقصد، اور یہ تو بچہ بھی سمجھ سکتا ہے کہ اللہ کے حکم سے ہم نے پانی چھوڑا، کھانا چھوڑا، اب اللہ کے حکم کے باوجود ہم چوری کریں، ہم جھوٹی گواہی دیں، ہم کسی کی زمین پر قبضہ کرلیں، ہم کسی کا حق ماریں ہم بہن کو، پھوپھی کو، خالہ کو، ترکہ میراث نہ دیں، ہم شادی بیاہ کے معاملات میں شریعت کے خلاف کریں، ہم فضول خرچی کریں، ہم رشوت لیں، ہم اسراف میں مبتلا ہوں ہم جہیز کا مطالبہ کریں، اور اس کے لئے جان تک لے لیں اللہ تعالیٰ ہم سے رمضان کے ان ۲۹، ۳۰ دنوں میں طیب پاک نعمتیں چھڑا کر، خاص وقت میں چھڑا کر ہماری مشق کراتا ہے۔ کہ ہم گناہوں کے ارتکاب سے بچیں، اور اب جو کام بھی کریں، خیال کر کے کریں، پہلے سوچ لیں کہ یہ شریعت کے مطابق ہے یا نہیں، بس میرے بھائیو! رمضان المبارک کا سب سے بڑا فیض اور اثر یہ ہونا چاہیئے کہ ہمیں خیال کرنے کی عادت پڑ جائے اور خدا کی نافرمانی سے، اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنے کا خیال پیدا ہو جائے، یہ نہیں کہ ہم بے خیالی میں کر گزریں اور پھر یہ نہیں بلکہ کر کے یہ سمجھیں کہ رمضان تو گیا ہم نے کھایا پیا نہیں، روزے ہمارے پورے ہوگئے اور یہ تو دنیاوی چیزیں ہیں۔ ان سے روزوں کا کیا تعلق، تو یہ زندگی کی چیزیں ہیں، بس اللہ جل شانہٗ ہم سے یہ مشق کرانا چاہتا ہے، کہ ہماری یہ مستقل عادت پڑ جائے کہ ہم ہر کام کے کرنے سے پہلے یہ سوچ لیں، ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ گھر سے نکلے تو سوچ کر قدم اٹھائیے، یہ نہیں، مطلب یہ ہے متعلق ہو، اور حرام حلال کا مسئلہ، جائز و ناجائز کے دائرہ میں وہ آتا ہو، اس کو بغیر سوچے نہ کریں، اور یہ معلوم کرے کہ یہ اللہ کو پسند نہیں ہے اور یہ شریعت کی طرف سے ممنوع ہے، اس سے اسی طرح بچئے بلکہ اس سے زیادہ بچئے جتنے کہ روزے کے دنوں میں رمضان کے زمانہ میں دن کے اندر آپ کھانے سے بچتے ہیں، اس سے زیادہ اس سے بچیں

رمضان المبارک کا اصل پیغام

دیکھئے! ہم آپ کو ایک بات نکتہ کی بتلاتے ہیں، اسے لے کر جائیے ان شاء اللہ عمر بھر کے لئے کافی ہوگی، اور صحابہ رضی اللہ عنہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کرتے تھے کہ دین کے احکام بہت ہوگئے ہیں، کوئی ایک بات ایسی بتلائیے جو جامع ہو جسے ہم پلو میں باندھ لیں گے ——— اسی طرح ہم آپ سے ایک بات کہتے ہیں کہ ساری زندگی کے لئے ایک دستور العمل ہے، وہ کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ"

(تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہو سکتا، مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی خواہش نفسانی اس کی دل کی چاہت، اس کے دل کی مانگ، طبیعت کی مانگ، تابع نہ ہو جائے اس کے جس کو میں لے کر آیا ہوں) اور دیکھئے! کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کے اخلاق اتنے بلند و عالی نہیں تھے، کوئی اپنی عبدیت پر اتنا فخر نہیں کرتا تھا، لیکن یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے واحد متکلم کا صیغہ اختیار کیا ہے، اور اپنی طرف نسبت کی ہے، اور اس میں خاص وزن پیدا کر دیا ہے، جس کو ادب کا ذوق رکھنے والے اور اسرار شریعت کے جاننے والے سمجھ سکتے ہیں، آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ جب تک وہ اپنی خواہشات نفسانی کو اللہ کے احکام قرآن و حدیث کے تابع نہ کر دے، لیکن یہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو مقام تھا اور آپ کی نبوت کا جو حق تھا اور آپ کی نبوت کا درجہ تھا، اور اس میں اس وقت مخاطب کی نفسیات کا اور اس کے فہم کا اور ذوق کا بھی آپ نے خیال فرمایا، کہ کم ایسا حدیثوں میں آتا ہے، کہ آپ صیغۂ واحد متکلم بولتے ہوں جیسا کہ یہاں پر "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ" میں (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ... تک کہ اس کی خواہشات نفسانی اس کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں، محمد بن عبداللہ جس کو لے کر کے آئے ہیں کہ آپ نام لے لیتے محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب لے کر کے آئے ہیں، اس کے تابع نہ ہو جائے اس لئے اس کے اندر ایک خاص قسم کی طاقت پیدا کر دی اس جملے میں غیرت نبوت کے، اللہ کی غیرت کے بعد کوئی بھی غیرت اس کے برابر نہیں، بادشاہوں کی غیرت اس غیرت کے سامنے گرد، یہاں غیرت نبوت ہے جس کو میں لے کر آیا ہوں، جس نے اس کے خلاف کیا، گویا کہ اس نے میری نبوت کے خلاف بغاوت کی، میرے منصب رسالت سے اس نے سرتابی کی۔

ہم لوگوں کو چاہیئے کہ ہر کام کے کرنے سے پہلے یہ خیال کرلیں، ہم اسے اپنی خواہشات نفسانی سے کر رہے ہیں، اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان آپ کی شریعت اور قرآن و حدیث کے خلاف تو نہیں ہے ساری زندگی کے لئے کافی ہے، ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی نے کھانے پر بلایا یہ حضورؐ کے فرمان کے خلاف تو نہیں ہے

وہ کام جن سے لوگوں کے حقوق متعلق ہوں جن سے نفس کا تقاضہ پورا ہوتا ہو یا کوئی بڑا دنیاوی فائدہ حاصل ہوتا ہو، جس کے لئے کوئی بڑا اقدام کرنا پڑتا ہو اس سے پہلے یہ سوچ لیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو دین اور جو شریعت لے کر آئے ہیں اسکے یہ تابع اور ماتحت ہے یا اس سے یہ مستغنی اور بے نیاز ہے بس ساری زندگی کے لئے کافی ہے، کوئی مرید ہوتا ہے، کوئی شاگرد ہوتا ہے، کوئی خط غلامی لکھتا ہے، یہ خط غلامی ہے، یہ مستقل خط غلامی ہے اسکے سامنے مریدی، شاگردی، سب گرد ہیں اس لئے کہ یہاں پر نبوت کا سوال آگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت نبی کے فرمایا، بحیثیت کسی انسان کے نہیں فرمایا۔ تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا، جب تک کہ اسکی خواہش نفسانی اس چیز کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لے کر آیا ہوں کوئی بادشاہ ہو اپنے وقت کا سلطان ہو، کوئی بڑے سے بڑا فاتح ہو، کوئی بڑے سے بڑا اپنے وقت کا قارون و ہامان ہو، کچھ ہو، سب کے لئے ضروری یہ ہے کہ آپ جو لے کر کے آئے ہیں، اس کے ماتحت اپنی زندگی کو کر دے، اس کے خلاف نہ ہو۔

سبق آپ یہاں سے لے کر جائیں یاد رکھیں کوئی بڑے سے بڑا کام ہو، لڑکے کی شادی ہے، لڑکی کی شادی ہے، جہیز کا مسئلہ بھی اسی میں آتا ہے زمین کا معاملہ ہے اسکو حاصل کرنے کے لئے ذرا سا آنکھ بند کرنے کی ضرورت ہے۔ زیادہ مسئلہ مسائل سے کام نہیں چلے گا وہ ہم پوچھ لیں گے، زمین کے معاملہ میں ہم آزاد ہیں جھوٹی دستاویز پیش کر کے جھوٹی قسمیں کھا کر کے ہم لے لیں، آپ ملازم ہیں ۵۰ ہزار کی رشوت مل رہی ہے لاکھ کی رشوت مل رہی ہے اور آج کل تو رشوت کا دور دورہ ہے، تو ایسے موقع پر جہاں کوئی حکم شرعی متعلق ہو یا حقوق العباد متعلق ہوں، جائز و ناجائز کا شبہ ہو، وہاں پر اپنی خواہش نفسانی، اپنے مفاد، اپنی فتح، اپنی کامیابی کو تابع بنا دیں شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے تم میں سے کوئی ایمان والا نہیں ہو سکتا ہے "لا یؤمن احدکم" آپ سے بڑھ کر کون مفتی ہے آپ سے بڑھ کر کس کی بات کا اعتبار ہو سکتا ہے، آپ فرماتے ہیں تم میں سے کوئی اس وقت تک صاحب ایمان نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ اس کی خواہشات تابع ہو جائیں اس کے جو میں لے کر آیا ہوں

معصوم تو صرف نبی کی ذات ہے
کبیرہ گناہوں سے توبہ کرنے کی ضرورت ہے

ہم سے آپ سے چھوٹے گناہ بھی ہوتے ہیں اور کبائر بھی ہوتے ہوں گے کہ تمام فقہاء و علماء کا اجماع ہے اسی پر اس لئے اچھا ہے عید کے چاند سے پہلے، اور آپ مسجد میں بیٹھتے ہیں نماز کے انتظار میں قرآن شریف پڑھتے ہیں، سوچ کرکے کہ کوئی کبیرہ گناہ آپ سے ہوا ہے، خدانخواستہ احتیاطاً کہتا ہوں تو کوئی کبیرہ گناہ ہوا ہو اس سے توبہ کریں، توبہ کرنا فرض ضروری ہے، لوگ سمجھتے ہیں کہ توبہ کرنا بھی ایک ذکر ہے جیسے اللہ اللہ کہہ دیا، سبحان اللہ الحمد للہ، اللہ اکبر کہہ دیا اور کوئی ذکر کہہ دیا، ایسے ہی یہ توبہ، "یا اللہ میری توبہ، یا اللہ میری توبہ"، نہیں! یہ فرض ہے، اگر کبیرہ گناہ کیا ہے تو توبہ کرنا فرض ہے سوچ کر کے یاد کر کے کہ زندگی میں کوئی گناہ کبیرہ ہوا ہے اس کی اللہ سے توبہ کرے، اللہ سے معافی مانگے اس کے یقین کے ساتھ کہ "یا اللہ مجھ سے فلاں وقت یہ گناہ ہوا ہے میں توبہ کرتا ہوں، میرے اس گناہ کو معاف

اس طرف بہت کم لوگ توجہ دلاتے ہیں اور کم توجہ کی جاتی ہے، جو چیزیں ترقی کرنے والی ہیں روحانی دینی انھیں کو زیادہ کہا جاتا ہے، یہ دنیاوی باتیں کہنے والے کم ہیں، ایک بات تو یہ ہے کہ کبائر سے توبہ کرے۔

حقوق العباد کی ادائیگی کا اہتمام کیجئے

اور ایک مسئلہ یہ بھی ہے علماء کا اس پر اجماع ہے کہ حقوق العباد اپنی توبہ سے معاف نہیں ہوتے یہاں تک کہ جس سے متعلق ہیں وہ حقوق وہ معاف کرے اس لئے اگر حقوق العباد ہیں کسی سے آپ نے قرض لیا تھا، آپ نے دیا نہیں، اور انکار کر رہے ہیں کسی سے کوئی چیز مستعار لی تھی اب آپ دیتے نہیں کسی کی زمین پر آپ نے قبضہ کر لیا ہے اور اسی طرح جن کا تعلق ان کی ملکیت اور حق شرعی سے ہے ان سے معاف کروائیے، چاہے آپ اس میں جتنی توہین محسوس کریں اور چاہے جتنا جھکنا اور دبنا پڑے، خوشامد کرنا پڑے، یہ بھی ضروری ہے، یہ کام بھی عید سے پہلے ہو جائے تو اچھا ہے ———

آپ کے ذمہ کتنے حقوق ہوں گے، نہ تو آپ بادشاہ ہیں، نہ سلطان ہیں، نہ آپ کوئی صدر جمہوریہ ہیں، وزیر اعظم، نہ وزیر اعلیٰ ہیں اور نہ کسی محکمہ کے کوئی بڑے افسر ہیں ان کے ذمہ تو سینکڑوں ہزاروں سیکڑوں حقوق ہو سکتے ہیں وہ جانیں ان کا کام...... لیکن ہم آپ جو ہیں کسی کے ذمہ دو حقوق العباد ہوں گے کسی کے ذمہ تین کسی کے ذمہ چار یا اس سے زائد تو یہ بھی معاف کرا لیجئے، ہم مسائل کی باتیں بتا رہے ہیں، بنیادی باتیں کہ اگر یہ چیزیں دھیان میں نہ آئیں تو خدا کے یہاں قیامت کے دن یاد کیجئے۔ یہاں تک آتا ہے، کہ کسی کے ذمہ کوئی حق رہ گیا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو دلائے گا۔ اس وقت نہ روپیہ ہوگا نہ پیسہ ہوگا تو کیسے دلائے گا، ایسے کہ اس کی نیکیاں جس کے ذمہ حقوق العباد ہیں، اس کو دے دیجائیں گی جس کا حق ہے، اگر ہم نے کسی سے کوئی رقم لی ہے، تو قیامت میں ہمارے پاس رقم تو ہوگی نہیں، اللہ تعالیٰ نماز، روزہ یا اور کوئی نیکی ہماری (اللہ محفوظ رکھے) اس کو دیدی جائے گی اور ڈرنے کی بات تو یہ ہے کہ جب اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کی برائیاں لے کر اس کے نامۂ اعمال

تو پہلی چیز جو ہم نے کہی، کبائر سے توبہ، حقوق العباد سے معافی مانگنا، اور اس کا تصفیہ کر لینا جلد سے جلد، اور عید سے پہلے کر لیں تو اور اچھا۔ اگر وہ صاحب یہاں نہ ہوں جن کا حق آپ کے ذمہ رہ گیا

بقیہ: درس حدیث

یا ایھا الذین آمنوا کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ ان کنتم ایاہ تعبدون. انما حرم علیکم المیتۃ والدم و لحم الخنزیر"

اے اہل ایمان! جو پاکیزہ چیزیں ہم نے تم کو عطا فرمائی ہیں ان کو کھاؤ اور اگر خدا ہی کے بندے ہو تو اس (کی نعمتوں) کا شکر بھی ادا کرو اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سور کا گوشت حرام کر دیا ہے

پہلی آیت سے چیزوں کا مباح ہونا اور دوسری سے حرام ہونا معلوم ہوتا ہے فقہ کا ایک عام قاعدہ ہے کہ نشہ پیدا کرنے والی ہر چیز حرام ہے۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَسْكَرَ كَثِيْرُهٗ فَقَلِيْلُهٗ حَرَامٌ

جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی کم مقدار بھی حرام ہے

اس فقہی قاعدہ میں بہت سے مشتبہات بھی آجاتے ہیں۔

۱ اسلام نے فحش اور نقصان دہ چیزوں کو حرام کیا فرمایا:

قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ"

۲— قرآن کریم نے مردار کو حرام قرار دیا ہے، اب طبی تجربات نے بھی یہ ثابت کر دیا کہ ان حرام کی ہوئی چیزوں میں بے شمار جراثیم پائے جاتے ہیں۔ جو صحت انسانی کے لئے نہایت مضر ہوتے ہیں۔

۳— کچھ ہی عرصہ قبل طبی تجربہ گاہوں لیبارٹریوں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ خنزیر کے گوشت اور خون میں ایسا خطرناک وسخت جان رشتہ (الیسا) کیڑا جو سوت کی طرح سے پھیلتا ہوتا ہے اور ہانڈی میں پکانے کے بعد بھی نہیں مرتا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے ذریعہ جن چیزوں کو حرام اور حلال فرمایا ہے ان کی حلت و حرمت میں کتنی زبردست حکمت و مصلحت پوشیدہ ہے۔

(ترجمہ / شمس الحق ندوی)

ا عمدۃ القاری ج ۱ ص ۲۹۹

۲ یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی سے مروی ہے جو منتقی ج ۱ میں مذکور ہے۔

۳ عون المعبود فی شرح سنن ابی داؤد علامہ ابو الطیب محمد شمس الحق عظیم آبادی۔

بقیہ: حلقہ گرداب سے اپنی کشتی کو نکال

یہ خود غرضی اور نفسانیت کا پیغام نہیں اس کے پیچھے سیاسی یا اقتصادی مفاد نہیں بلکہ اس پیغام کا سرچشمہ اس کا محرک خدا اور رسول سے تعلق ہے تو اس کو اس مقام سے کوئی روک نہیں سکتا جو اس کے لئے مقدر ہے یعنی دنیا و آخرت میں عزت واقتدار اور کامیابی و کامرانی بقول علامہ اقبال ؎

نام لیوا جس کے شاہنشاہ عالم کے ہوئے
جانشیں قیصر کے وارث مسند جم کے ہوئے

بقیہ: وقت کی اہم ضرورت

... اور ... وہ چیز جو کسی بڑے ادارہ میں ہوتی ہے

ہے تو آپ فکرمند رہیں، بے چین رہیں پریشان رہیں، کہ کہاں ملیں گے ہم ان سے معاف کرالیں، یہ سب منصوصات شرعی ہیں قرآن و حدیث کی باتیں جن پر سب کا اتفاق ہے

کہ ادارہ قائم کرنے والے ہمت رکھتے ہیں حوصلہ رکھتے ہیں، اور کر رہے ہیں، یہاں "النادی العربی" بھی قائم ہو جائے گا "الاصلاح" بھی قائم ہو جائے گی، لیکن ان کا قیام کافی نہیں ہے، جب تک آپ پورا فائدہ نہ اٹھائیں، اور ان کے طریقے اپنائیں نہیں، بس یہ بات ... نے توجہ دلانے کے لئے عرض کر دی اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

[illegible stamp]

روزہ کے مسائل

(مولانا) حکیم سید عبدالحئیؒ (سابق ناظم ندوۃ العلماء)

فرض رمضان اور نذر متعین اور نفل کے روزوں کی نیت شب کو یا دن میں زوال سے پہلے ہو سکتی ہے اس کے بعد صحیح نہیں، ان روزوں کے سوا جو روزے ہیں مثل نذر غیر متعین وغیرہ کے اس میں رات ہی سے نیت کرنا شرط ہے۔

مسئلہ: رمضان میں فرض و نفل کا ارادہ کرنے یا مطلق نیت کرنے سے وہ روزہ فرض ہی میں شمار کیا جاتا ہے بشرطیکہ روزہ دار مسافر یا مریض نہ ہو۔ مسافر اور مریض کو اجازت ہے کہ وہ سفر اور مرض کی حالت میں روزہ نہ رکھیں لیکن جب سفر اور مرض جاتا رہے تو قضا ان پر واجب ہے۔

مسئلہ: روزہ میں بھول کر کھانا کھا لینے پانی پی لینے سے روزہ نہیں جاتا۔

مسئلہ: حلق میں غبار یا مکھی یا دھواں کے گھس جانے سے روزہ نہیں جاتا اور قصداً اس نے ان چیزوں کو حلق کے نیچے اتارا ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: سر میں تیل ڈالنے، سرمہ لگانے ی کے اثر کو جو کلی کے بعد منہ میں رہ جاتا ہے تھوک کے ساتھ نگل جانے، دانتوں کے خلال سے خون بہہ کر حلق کے نیچے اتر جانے، کان میں پانی چلے جانے، یا تھوڑی سی قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر کسی کے حلق کے نیچے دھوکے سے پانی اتر گیا، یا زبردستی اس کے حلق میں پانی یا کھانا ڈالا گیا، یا اس نے خود بھول کر کھا پی لیا، ان سب صورتوں میں اس نے یہ سمجھ کر روزہ جاتا رہا ہے قصداً توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔

مسئلہ: کسی نے حقنہ لیا، یا ناک سے کوئی چیز سڑکی، یا کان میں تیل ڈالا یا زخم میں دوا لگائی اور وہ دوا یا تیل یا اور کوئی چیز پیٹ میں یا دماغ میں پہنچ گئی یا منہ بھر کے قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا، قضا واجب ہے۔

مسئلہ: اگر ایسی کوئی چیز نگل گیا جو عادتاً کھائی نہیں جاتی تو بھی روزہ جاتا رہا اس روزہ کے بدلے میں دوسرا روزہ اس کو رکھنا چاہئے۔ اسی کو قضا کہتے ہیں۔

آفتاب کے دھوکے میں افطار کیا، حالانکہ آفتاب نہیں ڈوبا تھا، تو دونوں صورتوں میں روزہ جاتا رہا قضا اس کی واجب ہو گئی۔

مسئلہ: جس نے رات کے دھوکے میں سحری کھائی اور غروب آفتاب کے دھوکے میں افطار کر لیا ہے، اس کو اس وقت سے آفتاب ڈوبنے تک روزہ توڑنے والی چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے جس طرح کہ دن ہے مسافر گھر پہنچ جائے یا دیوانہ اور بیمار اچھا ہو جائے یا حائضہ پاک ہو جائے تو اس وقت سے آفتاب ڈوبنے تک ان کو روزہ توڑنے والی چیزوں سے احتیاط رکھنا ضروری ہے۔

مسئلہ: قصداً کھانے پینے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور کفارہ عائد ہوتا ہے یعنی ایک غلام آزاد کرنا یا ساٹھ دن کے پے درپے روزے رکھنا یا ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا۔

مسئلہ: روزہ کھولنے میں جلدی اور سحری کھانے میں دیر کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ: بلا عذر روزے میں کسی چیز کا مزہ چکھنا غیبت کرنا جھوٹ بولنا اور لڑنا مکروہ ہے۔ ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو روزہ دار بری بات کہنے اور کرنے کو روزے میں ترک نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے اور پیاسے رہنے کی حاجت نہیں، یہ بھی فرمایا کہ روزے میں اگر تم سے کوئی شخص جہالت کرتا ہو تو تم نرمی کے ساتھ اس سے کہہ دو کہ ہم روزے سے ہیں۔

مسئلہ: تراویح کا وقت عشاء کے بعد صبح تک وتر سے پہلے ہے۔

مسئلہ: جماعت سے تراویح کا ادا کرنا سنت کفایہ ہے۔

مسئلہ: کسی دن اگر فوت ہو جائے تو اس کی قضاء جائز نہ ہوگی۔ اگر پڑھے گا تو اس کا شمار نفل میں ہوگا۔

مسئلہ: تراویح اور وتر فرض کے تابع نہیں ہے کسی نے اگر فرض یا تراویح جماعت سے نہیں پڑھی تو بھی وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔

میں اعتکاف کرنا سنت کفایہ ہے ایک شخص کے کرنے سے سب کا ذمہ پاک ہو جاتا ہے۔

صرف پاخانہ، پیشاب، غسل جنابت، یا جمعہ پڑھنے کے لئے باہر نکلنا درست ہے

کتاب جس کا مطالعہ دل کو روشنی بخشتا ہے

دار المعارف الٰہ آباد

مولانا قمر الزماں صاحب خلیفہ و مجاز صحبت مصلح الامت حضرت شاہ وصی اللہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و مجاز بیعت حضرت مولانا محمد احمد صاحبؒ نے اہل اللہ اور خاصان خدا کے ملفوظات و گرانقدر نصائح کو اقوال سلف کے نام سے جمع کرنے کا ایک مفید سلسلہ شروع فرمایا جس کی دو جلدیں بہت پہلے منظر عام پر آ چکی ہیں۔

اس سلسلہ کی تیسری جلد جو تیرہویں صدی ہجری کے اکابر و اسلاف کے اقوال و ملفوظات پر مشتمل ہے نہایت سلیقہ کے ساتھ معتبر کتب مثلاً "نزہۃ الخواطر، مشائخ چشت، اعیان الحجاج، تاریخ دعوت و عزیمت، مقاصد العارفین، انوار العارفین، علماء ہند کا شاندار ماضی" سے منتخب کر کے بہت مفید مرقع تیار کر دیا گیا ہے۔ اس تیسرے حصہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں صاحب ملفوظات کے سنہ ولادت و وفات اور مختصر حالات زندگی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ ملفوظات وہی منتخب کئے گئے ہیں جن سے غلو کا مزاج نہ بنے بلکہ کتاب و سنت پر عمل کرنے کا مزاج بنے اور تعلیمات رسولؐ ہی اصل قرار پائیں۔

اہل اللہ کے بہت سے احوال و کوائف ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کو عوام الناس کے سامنے بیان کیا جائے تو بعض وقت غلط عقیدہ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس سلسلہ میں بے احتیاطی ہی کے سبب بعض نئے فرقے وجود میں آ گئے۔

نمونہ کے طور پر چند ملفوظات ملاحظہ ہوں۔

حضرت شاہ محمدی فیاضؒ خلیفہ حضرت شاہ محب اللہ الٰہ آبادیؒ فرماتے ہیں:

"کامل کی شناخت کلام سے ہے کرامت سے نہیں، کیونکہ شعبدہ باز، شعبدہ اور سحر و استدراج مخلوق کو اپنا گرویدہ بنا سکتے ہیں۔"

حضرت شاہ ابوالرضا محمدیؒ۔

فرمایا: "نجات تقلید انبیاء علیہم السلام میں مضمر ہے۔ انبیاء کی تقلید عقائد کے اندر بغیر زیادت و نقصان کے ہونی چاہئے جیسا کہ قدماء اہلسنت کا مذہب ہے۔"

کتاب میں منقول ہے کہ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے زبانی بیان فرمایا کہ حضرت سید آدم بنوری سے کسی نے حدیث پاک "سؤر المؤمن شفاء" کے متعلق پوچھا کہ مومن کا جھوٹا آخر کس مرض سے شفا ہے معاً جواب دیا کہ مرض کبر سے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ:

فرمایا: باری تعالیٰ کی جانب متوجہ ہونے والوں کو کشف مطلق درکار نہیں۔ کیونکہ کشف دو قسم کا ہے ایک دنیوی وہ تو بالکل ہی غیر ضروری ہے۔ دوسرا اخروی وہ کتاب و سنت میں واضح طور پر خود موجود ہے عمل کے لئے وہی کافی ہے اور کوئی کشف اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا

حضرت شاہ مرزا مظہر جانجاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر ادائے شکر کے لئے مزے دار کھانا کھائے تو احسن معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ بے مزگی کی صورت میں دل سے شکر نہیں نکلتا۔ طعام لذیذ کو پانی ملا کر بے مزہ کرنا نعمت الٰہی کو خاک میں ملانا ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم طعام مرغوب تناول فرمایا کرتے تھے اور اگر رغبت نہ ہوتی تھی تو ہاتھ نہیں ڈالتے تھے ہمارے نفوس حضرت جنید و شبلیؒ کے نفوس جیسے نہیں ہیں کہ تلخی کو شکر جانیں۔

فرمایا: ہر عمل کی کیفیت علیحدہ ہے اور جامع کیفیات نماز ہے۔ اس لئے کہ وہ متضمن انوار اذکار، تلاوت تسبیح درود و استغفار ہے۔ اور سب سے صحیح و اصل حال کہ قرن اول کے مشابہ ہو۔ نماز میں حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ کما حقہ ادا کی جائے۔

شمس الحق ندوی

خطبہ صدارت: مدرسہ تعلیم الفرقان ۳ فروری ۱۹۹۲ء
پلک منڈی لکھنؤ

دینی تعلیم کی اہمیت

ڈاکٹر محمد یونس نگرامی

حضرات!

اسلامی تاریخ کے ہر عہد کو ہمیشہ کشمکش اور پرخطر سیلابوں اور ابلیسی نظریات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور یہ ایک فطری بات بھی ہے کیونکہ جو دین آخری دین ہو اور امت آخری امت ہو اس کے لئے یہ قدرتی بات ہے کہ دنیا کے مختلف انسانوں اور زمانوں سے اس کا واسطہ ہے اور اس کو ان حالات کا سامنا کرنا پڑے گا جو کسی دوسری امت کو پیش نہ آتے ہوں گے، کیونکہ چراغ مصطفویؐ سے شرر بولہبی کی ستیزہ کاری اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ خود دین اسلام کی تاریخ اور اس کا وجود۔

اگر ایک طرف باطنیت اور اس کی شاخیں اسلامی روح اور اس کے عقائد کے لئے خطرہ تھیں تو دوسری طرف صلیبیوں کی یورش اور تاتاریوں کا حملہ تھا تو کبھی تحریفات تاویلات بدعات عجمی اثرات، مشرکانہ اعمال و رسوم، مادیت، نفس پرستی، تعیشات الحاد و لادینیت اور عقلیت پرستی کی یورش جس کا مقابلہ اپنے اپنے زمانوں کے علماء، طاقتور اور دل آویز اسلامی شخصیتوں نے پوری قوت کے ساتھ جو جاہلیت اور ضلالت کی ہر نئی ظلمت اور اندھیرے کے لئے اپنی اپنی آستینوں میں ید بیضا لئے بیٹھے تھے اور بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی روشن کئے ہوئے تھے حضرت عمر بن عبدالعزیز، حضرت حسن بصری، حضرت امام احمد بن حنبل، امام غزالی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، علامہ ابن جوزی، جلال الدین رومی، ہندوستان میں خواجہ معین الدین اجمیری، خواجہ بختیار کاکی، حضرت مجدد الف ثانی، خواجہ نظام الدین اولیاء، خواجہ فریدالدین گنج شکر، خواجہ نصیرالدین چراغ دہلوی وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے۔

تیرا جلال و جمال مرد خدا کی دلیل
وہ بھی جلیل و جمیل تو بھی جلیل و جمیل
مٹ نہیں سکتا کبھی مرد مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سر کلیم و خلیل

حضرات! ہر عہد میں جاہلیت نے

آج کھلی تثلیث ذہنی معنوی اور تہذیبی ارتداد کا خطرہ ہے وحدت ادیان، احبار پرستی کی اور قوم پرستی کی پکار ہے۔

زمانہ کے نئے ابوالفضل و فیضی کا سامنا ہے ان تمام زہریلے دھاروں اور سیلاب کے لئے سد سکندری یہ اسلامی مدارس ہیں جہاں قلب و نگاہ ذہن و دماغ ڈھلتے ہیں اور جہاں نبوت محمدی کی ابدیت پر یقین اور زندگی کا نمونہ پایا جاتا ہے، مدرسہ سے بڑھ کر دنیا میں کون سا متحرک اور مصروف ادارہ ہے جس کا سرا کار نبوت سے بندھا ہوا ہے اور جو نبوت محمدی کے چشمۂ حیوان سے پانی لیتا ہے اور زندگی کے کھیتوں کو سیراب کرتا ہے۔ مدرسہ اپنا کام چھوڑ دے تو زندگی کی یہ کھیتیاں سوکھ جائیں مدرسہ کو ہی قدم قدم پر زندگی کا جائزہ لینا ہے نئے نئے فتنوں کا مقابلہ کرنا ہے، بھٹکے ہوئے قدموں کو صحیح راستے پر لگانا ہے ڈگمگاتے ہوئے قدموں کو جمانا ہے۔ مدرسہ کا تعطل خودکشی کے مترادف اور انسانیت کے ساتھ بے وفائی کے ہم معنی ہے۔

پھر وہ مدرسہ جہاں صرف کلام اللہ کے حفظ و درس کا بندوبست کیا گیا ہو جو علوم الٰہیہ و شریعت محمدی کا مصدر حقیقی ہے اس کی پاکیزگی و نورانیت کے دائرہ و ہالہ کی کشادگی کا اندازہ کس پیمائش سے کی جا سکتی ہے۔

یہ وہی کلام ہے جس کی عظمت و اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے۔ اللہ کی حقیقی صفت ہے اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے حتیٰ کہ خانہ کعبہ، انبیاء علیہم السلام کی مقدس ہستیاں، عرش و کرسی لوح و قلم یہ سب اپنی عظمتوں و اہمیت کے باوجود مخلوق ہیں۔ لیکن قرآن مجید اللہ کی حقیقی صفت ہے جس کی شیرینی و نمکینی تاثیر و تسخیر دوست و دشمن موافق و مخالف شاہ و گدا عالم و جاہل سب کو یکساں فریفتہ کئے ہوئے ہے حکماء، فلاسفہ، ادباء، اہل لغت مفسرین محدثین، فقہاء، صوفیاء، شعراء متکلمین غرض

نے ایک امی کی زبان سے ادا ہوئے۔ الفاظ و پیغام کے عشق و محبت میں اپنا سرمایہ حیات قربان نہیں کر دیا۔ اور یہ وہی کتاب ہے جو قانون و شریعت بھی ہے اخلاق و موعظت بھی مخاطبات قلبی اور دعاؤں کا گنجینہ بھی اور دیگر کتب الٰہیہ کی مجموعی صفات کی حامل بھی عین اس وقت جبکہ اور کتب الٰہیہ تحریف و تغیر سے اپنی اصل زبان اور الفاظ کھو چکی ہیں۔ قرآن مجید کا ایک ایک حرف ایک ایک نقطہ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے اور جو اپنی زندگی کے لئے نقوش و حروف کا محتاج نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کے پاکیزہ سینے اس خزانہ کی حفاظت کے لئے صندوق بن گئے ہیں۔

حضرات!

ملا علی قاریؒ نے ایک حدیث سے نقل فرمایا ہے کہ جس شخص نے کلام پاک حاصل کر لیا اس نے علوم نبوت کو اپنی پیشانی میں جمع کر لیا۔

حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ: حضورؐ نے ارشاد فرمایا: کہ رشک دو شخصوں کے علاوہ کسی اور میں جائز نہیں ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی ہے اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہو اور دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے دولت عطا فرمائی ہے اور وہ اس کو خیر کے کاموں میں خوب خرچ کرتا ہو۔

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح کہ لوہے کو پانی سے دریافت کیا گیا کہ دل کی صفائی کا کیا طریقہ ہے ارشاد فرمایا گیا موت کو اکثر یاد کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

ہمارے حضرت مولانا گنج مراد آبادیؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنے سے اللہ میاں دل پر آ کر بیٹھ جاتے ہیں۔

حضرات:

غیر دینی تعلیم نے صرف عقلی اور ظاہری تربیت کی طرف توجہ دی ہے جس کی عقل باریک ہے مگر روح تاریک ہے جس کا چہرہ بارونق مگر بصیرت اندھی ہے بے یقینی اس کا حاصل محرومی اس کی قسمت ہے اور جس کے زہریلے اثرات لات و منات کی درآمد میں بھی کوئی عار نہیں محسوس کرتے اور جو فرزند حرم کو بھی سجدہ ہائے صنم سے متنفر نہیں کرتے۔

آج پھر شرک جلی اصنام پرستی اور دیومالائی عقائد کی شب تاریک اور نور محمدیؐ کو نہ صرف یہ کہ کمزور بلکہ اس پر چھا جانا چاہتی ہے۔ اس زہر کا تریاق اس اندھیرے کا اجالا یہی قرآن پاک کی تعلیم اور اسلامی درسگاہیں ہیں۔ اور زمانہ کی صدا و پکار ان ہی مدارس سے پھر ہے

کانپتا ہے دل تیرا اندیشۂ طوفاں سے کیا
ناخدا تو بحر تو کشتی بھی تو ساحل بھی تو

بقیہ: رمضان کا پیغام

رمضان حقیقتاً بہار کا زمانہ ہے، اور وہ اس مہینہ میں عمل صالح کے میدان میں اتنی طویل مسافت طے کر لیتے ہیں جس کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں، ان کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کوئی اور چیز دیکھ رہے ہیں۔ اور کوئی اور چیز سن رہے ہیں، ان کا جسم ضرور یہاں ہے لیکن ان کا دل کسی اور جگہ ہے، وہ ایک ایک لمحہ اور ایک ایک سانس کی قیمت سمجھتے ہیں۔ اور غیر دینی مشغولیت ان کیلئے اس زمانہ میں انتہائی ناگوار اور شاق ہوتی ہے۔ اور اگر ہم کچھ بھی کوشش کریں اور جن چیزوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کا اس مہینہ میں اہتمام کریں اور یہ سمجھ کر کچھ دن محنت کر لیں کہ یہ شب و روز جو گذر رہے ہیں دوبارہ لوٹنے والے نہیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ سے امید ہے کہ وہ ہماری دستگیری کرے گی اور ہمارے وہ سب کام

کمزوری کی وجہ سے پہاڑ معلوم ہوتے ہیں، لیکن اس کے لئے طلب صادق دل درد مند اور کچھ سعی و عمل شرط ہے اگر یہ موجود ہے تو ہمیں یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا دریائے رحمت اس وقت بھی جوش مارنے کے لئے تیار ہے اور اس کی نظر کرم بڑے بڑے آلودہ دامنوں اور غفلت شعاروں کو قسمت آزمائی کی دعوت دے رہی ہے، اور ان کے انفعال و ندامت کی بڑی سے بڑی قیمت لگا رہی ہے۔

ہنوز آں ابر رحمت درفشاں است
خم و خمخانہ با مہر و نشاں است

لکھنؤ کے معروف عطریات
شمامۃ العنبر، زعفرانی حنا

مجموعہ وغیرہ
طلب فرمائیں
کارخانہ محمد سلیمان محمد یوسف

علماء کی بے نیازی اور تعلیم و تعلم میں انہماک

پروفیسر سید محمد اجتباء ندوی
صدر شعبہ عربی و فارسی الہ آباد یونیورسٹی

دنیائے اسلام نے تعلیم و تعلم کی جس قدر ہمت افزائی کی اور اس کی اہمیت و قدر و منزلت کو بڑھا دیا اسی قدر علماء نے علم کی ترویج و اشاعت اور طلباء اور شاگردوں کی تعلیم و تربیت اور سرپرستی و کفالت کے لئے بے مثال قربانیاں دی ہیں، اور مال و جاہ، دولت و ثروت، حکومت و سلطنت سے بے نیاز ہوکر اور فقر و فاقہ کو اپنا کر اس پیشے کے تقدس اور عظمت کو چار چاند لگا دیئے۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جن نامور و باوقار اور خداشناس و خداترس علماء نے مسند درس سنبھالی ان کے نام بطور مثال پیش ہیں، مدینہ طیبہ میں حضرت سعید بن مسیب امام مالک بن انس، مکہ مکرمہ میں عطاء بن رباح کوفہ میں شیخ حماد و امام ابوحنیفہ، بصرہ میں امام حسن بصری اور سعید بن جبیر و شام میں حضرت عروہ بن زبیر و امام اوزاعی اور مصر میں حضرت لیث بن سعد یہ وہ عظیم شخصیتیں تھیں کہ جنھوں نے کبھی بھی اور کسی صورت میں علم کے تقدس اور اس کی عظمت پر آنچ نہ آنے دی اور آئندہ آنیوالی نسلوں کے لئے محنت و جفاکشی ایثار و قربانی اور بے نیازی و فقیری کے لازوال نمونے چھوڑے ہیں۔ چند برسوں میں اپنے شاگردوں کی اتنی بڑی تعداد پیدا کر دی کہ جنھوں نے اسلامی سلطنت کے طول و عرض میں پھیل کر علم کی شمع روشن کی۔

حضرت سعید بن مسیب کو پورے چالیس برس مسجد نبوی اور اپنے گھر کے راستے کے علاوہ اور کہیں کسی نے نہیں دیکھا خلفاء بنی امیہ نے بہت لالچ دلائی پیشکش کی مگر انکار کیا اور سزا بھگتی مگر اپنے موقف پر اٹل رہے ان کے شاگرد رشید ابو وداعہ بیان کرتے ہیں کہ اموی خلیفہ عبدالملک نے اپنے بیٹے ولید کی شادی کا رشتہ ان کی صاحبزادی کے لئے بھیجا اور گورنر مدینہ کے ذریعہ کہلایا کہ اگر وہ اپنی لڑکی کی شادی ولیعہد آئندہ خلیفہ ہوگا اس سے شادی کر دیتے [illegible] گے

کوئی جواب نہیں دیا، گورنر نے آخر میں انھیں دھمکی دی اس کا بھی جواب نہ دیا۔ ابو وداعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت سعید کے حلقہ سے چند روز غائب رہے واپس آئے تو دریافت کیا۔ ابو وداعہ تم کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا۔ اس کی تجہیز و تکفین اور پھر غم کی وجہ سے درس میں حاضر نہ ہو سکا، پوچھا دوسرا عقد کیا۔ میں نے کہا کہ مجھ سے کون شادی کرے گا؟ میں بے حد غریب اور محتاج ہوں آپ نے اسی وقت اس حلقہ درس میں خطبہ نکاح پڑھا اور اپنی بچی سے جس کا رشتہ خلیفہ وقت نے طلب کیا تھا۔ میرا عقد کر دیا۔ شام کو میں اپنے گھر چلا گیا عشاء کی نماز پڑھ کر خشک روٹی پانی میں بھگو کر کھا رہا تھا کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی، پوچھا کون؟ جواب ملا سعید! سعید نام کے میرے جتنے دوست تھے سب یاد آئے مگر میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ سعید بن مسیب دروازہ پر ہوں گے کیونکہ انھیں ۴۰ برس سے مسجد اور گھر کے علاوہ اور کہیں نہ دیکھا گیا تھا، میں نے دروازہ کھولا تو اپنی بچی کو اندر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے سوچا تم اکیلے ہو تکلیف ہو رہی ہوگی تمہارے گھر والوں کو پہونچانے آیا ہوں، لو دروازہ بند کر لو، صبح کو میں تیار ہو کر باہر نکلنے لگا تو میری بیوی نے سوال کیا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا کہ سعید کے حلقہ میں! جواب دیا کہ جانے کی ضرورت نہیں، سعید کا علم مجھ سے حاصل کر لو۔

امام ابو حنیفہ کو عباسی خلیفہ ابو جعفر منصور نے ایک بڑا منصب پیش کیا آپ نے انکار کیا تو ان پر خلیفہ کا عتاب نازل ہوا، امام مالک نے خلیفہ ہارون رشید کی جانب سے یہ مطالبہ رد کر دیا کہ وہ بغداد آ کر اس کے صاحبزادوں امین و مامون کو تعلیم دیں اور وہ اپنے حلقہ درس کو چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے [illegible]

"سلطنت عثمانیہ بڑے جاہ و جلال کے ساتھ تین براعظموں پر جلوہ فگن ہے اس کے سلاطین کے نام سے لوگ کانپ جاتے ہیں دمشق کا گورنر ابراہیم پاشا مقرر ہوتا ہے بڑا سخت گیر، سنگ دل اس نے حکم دیا کہ اہل دمشق اس کے دربار میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوں دمشق کے قدیم محلے میدان کی ایک مسجد میں ایک بزرگ عالم شیخ سعید حلبی درس دیا کرتے تھے، لوگوں نے انھیں بتایا تو وہ خاموش رہے اور درس کا سلسلہ جاری رکھا، چند روز کے بعد ابراہیم پاشا نے درباریوں سے دریافت کیا کہ سب حاضر ہوئے یا نہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایک بڑے عالم شیخ سعید حلبی نہیں آئے اس نے کہلایا کہ فوراً حاضر ہو جائیں ورنہ سر قلم کر دیا جائے گا۔ شیخ سعید نے جواب دیا کہ میں اگر یہاں سے اٹھ گیا تو تعلیم کا نقصان ہوگا۔ محلہ والوں نے اپنے خوف کا اظہار کیا تو فرمایا کہ ڈرو نہیں۔ ابراہیم پاشا اطلاع پا کر غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا اس نے اسی عالم میں حکم دیا کہ سواریوں کا انتظام کرو میں خود جاؤں گا۔ محلہ والوں نے جب یہ فیصلہ سنا تو ان کے ہوش اڑ گئے وہ ڈرے کہ ہم سب پر آفت آئے گی ابراہیم پاشا پورے محلہ کو تباہ کر دے گا۔ آگ لگوا دے گا اور اجاڑ دے گا۔ مگر وہ روک نہیں سکتے تھے۔ انھوں نے ابراہیم پاشا کے استقبال کی تیاری شروع کر دی انھیں شیخ سعید کے بارے میں کوئی خطرہ نہیں تھا۔ انھیں خوف و اندیشہ اپنے بارے میں تھا۔ ابراہیم پاشا اپنے لاؤلشکر کے ساتھ محلہ میں داخل ہوا، لوگوں نے شاندار خیر مقدم کیا اور اسے شیخ سعید کی مسجد تک پہونچا دیا ابراہیم پاشا نے مسجد کے پاس پہونچ کر سوچا، گھوڑے سے اتر پڑا، پہرہ داروں اور ساتھیوں کو اشارہ کیا کہ ٹھہرو، اور تنہا مسجد میں داخل ہوا، شیخ سعید حلبی ایک چٹائی پر بیٹھے تھے ان کے اردگرد شاگردوں کا حلقہ تھا پیر میں تکلیف تھی اس لئے وہ پیر پھیلائے ہوئے تھے۔ ابراہیم پاشا جب حلقہ درس کے قریب پہونچا تو شیخ سعید کہہ رہے تھے "انسان جب خدا سے ڈرتا ہے اور اپنے خوف میں سچا ہوتا ہے تو اس سے ہر چیز ڈر محسوس کرتی ہے، کیونکہ ہر بڑا اس کے نزدیک چھوٹا لگتا ہے اس کی زبان پر ہوتا ہے کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اور دل بھی گواہی دیتا ہے اس لفظ میں ایک خدائی راز پوشیدہ ہے، مگر مسلمانوں کا حال یہ ہو گیا کہ وہ لفظ تو دہراتے ہیں مگر وہ یقین و معنی سے خالی ہوتا ہے خدا تعالیٰ نے فرض کیا ہے کہ مسلمان روزانہ کم از کم اسے ۸۵ مرتبہ ادا کرے، اور وہ یہی لفظ مسجد کے میناروں سے تیس مرتبہ سنتا ہے، یہ اس بات کو یقین دلانے کے لئے کہ خدا سے بڑا کوئی نہیں، جس آدمی کے دل و دماغ میں یہ بات رچ بس جائے گی تو وہ پھر کسی چیز کی پرواہ نہ کرے گا نہ بادشاہ کی نہ بیماری اور نہ کسی خونخوار جانور کی، مسلمان اگر اس لفظ کی حقیقت سے آشنا ہو جائے تو پھر وہ ذلت بزدلی، پستی و تباہی کا شکار نہیں ہو سکتا۔ شیخ سعید اس انداز سے درس دیتے رہے۔ ابراہیم پاشا کھڑا رہا، پھیلے ہوئے پیر پر نظر پڑی تو غصہ سے کانپنے لگا، اچانک شیخ سعید کی آواز ابھری: "مسلمان کے دل میں اگر کوئی خواہش پیدا ہوئی تو اس نے اسے جنت کی راحتوں سے پوری کی، یا جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں جھونک دیا جس کی حقیقت مٹی ہے اسے کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ اس کا انجام بھی مٹی ہے"۔ ابراہیم پاشا بیٹھ گیا اور ہمہ تن گوش ہو گیا درس ختم ہوا تو خاموشی سے اٹھا اور روانہ ہو گیا لوگوں نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں اشک آلود تھیں اور پیشانی پر غم و افسوس کی لکیریں عیاں تھیں

راوی کا بیان ہے کہ ابراہیم پاشا نے جا کر شیخ سعید کی خدمت میں ایک ہزار سنہرے دینار کی تھیلی بھیجی جب قاصد نے شیخ کے سامنے تھیلی لا کر رکھی تو شیخ سعید مسکرائے اور فرمایا کہ: "اپنے آقا سے جا کر میرا سلام کہو۔ اور ان سے کہو کہ جو شخص پیر پھیلاتا ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا"

طلعت اقبال لکھنؤ

جہانستان عالم میں مسرت ہی مسرت ہے — زمین و آسماں پر ہر طرف فرحت ہی فرحت ہے
خوشی اور ناخوشی کے درمیاں ہم سب کی عید آئی — دہی سب کی رضا ہے جس میں خوش اس کی مشیت ہے
کہیں شادی کہیں ماتم کہیں ہنگامہ آرائی — ازل سے تا ابد جاری یہی قانون قدرت ہے
ہیں روزے جن کے پاکیزہ نمازیں باطہارت ہیں — انھیں کے واسطے فردوس اعلیٰ کی بشارت ہے
شیاطین قید ہیں اس ماہ میں باب جنت ہیں — یہی تو ماہ رمضان المبارک کی فضیلت ہے
[illegible] دیکھ کر سب شاد و خرم ہیں — تہ دل سے سبھوں کا شکریہ ارسال خدمت ہے

جہاد و احتساب

ائمہ دین اور علمائے حق کے نمونے

ڈاکٹر محسن عثمانی (لکچرر جواہر لال نہرو یونیورسٹی)

دوسری قسط

حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت امام حسین کے ان اقدامات کو ہر دور میں علماء امت نے صحیح قرار دیا ہے۔ ان دو حضرات کے سامنے دین کا سیاسی اور اجتماعی مظہر بھی اہم تھا جو خلافت راشدہ کے بعد دین کا شکار ہو رہا تھا۔ دین اس اعتبار سے نہیں تھا کہ فوجی اور انتظامی قوت باقی نہیں رہی تھی، بلکہ اس اعتبار سے تھا کہ اس ڈھانچہ میں وہ دینی روح برقرار نہیں رہی تھی جو خلافت راشدہ کے زمانے میں جاری و ساری تھی۔ ان تحریکوں کا جن لوگوں نے ساتھ دیا جانتے تھے کہ صرف مسجدوں کی آبادی اور فقہ کے حلقہ ہائے درس کافی نہیں۔ وہ اسلام کو دین کامل سمجھتے تھے جس کے تحت اعتقادات سے لے کر عبادات اور سیاسیات و معاملات سبھی کچھ تھے اور کسی ایک شعبہ میں انحراف کو وہ گوارہ نہیں کر سکتے تھے دین جب مکمل ہو گیا اسلامی معاشرہ کے لئے صرف ملکی زندگی کو رہنما بنانا ان کے نزدیک صحیح نہ تھا۔ ملکی زندگی کے ساتھ مدنی زندگی بھی ان کے لئے رہنما تھی جس میں اجتماعی اور سیاسی نظام کے لئے قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں۔ ان کے سامنے خلافت راشدہ کا نمونہ تھا جس کے خلفاء کی ذاتی زندگی بھی خلق خدا کے لئے ایک نمونہ تھی۔ ان کے پیش نظر آقائے انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیثیں تھیں۔

"میری جماعت کے دو ایسے گروہ ہیں کہ وہ مستقیم رہیں گے تو ساری جماعت درست رہے گی وہ بگڑیں گے تو تمام لوگ بگڑ جائیں گے، وہ ہیں امراء اور فقہاء" (احیاء علوم ج ۱ ص ۶)

"جو شخص (امارۃ السفہاء) میں داخل ہوا ان کے جھوٹ کو اس نے سچ ثابت کیا ان کے ظلم میں ان کے ساتھ اعانت کی تو ایسے لوگوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ لوگ مجھ سے حوض

(ترمذی و نسائی)

"جو شخص کسی ظالم قوت یا شخص کا معاون بن کر چلا تاکہ اس سے ہاتھ مضبوط کرے درانحالیکہ وہ جانتا ہو کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے باہر ہو گیا۔" (بیہقی)

"جس نے ان لوگوں سے (بعد میں آنے والے امراء جو اچھے اور برے کام ملے جلے کریں گے) بیزاری کا رویہ اختیار کیا وہ نجات پا گیا جس نے ان کو ٹوکا وہ سلامت رہا لیکن جو ان سے راضی ہوا اور ان کے پیچھے چل پڑا وہ نجات اور سلامتی سے محروم رہا۔" (مسلم، بروایت ام المومنین ام سلمہؓ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں آنے والے بے عمل اور بے کردار لوگوں کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

"جس نے ان کے خلاف ہاتھ سے جہاد کیا وہ صاحب ایمان ہے جس نے ان کے خلاف زبان سے جہاد کیا وہ صاحب ایمان ہے جس نے ان کے خلاف دل سے جہاد کیا وہ صاحب ایمان ہے اس سے نیچے رتی برابر بھی ایمان باقی نہیں رہ جاتا۔" (مسلم، بروایت ابن مسعودؓ)

خلافت راشدہ کے بعد جو استبدادی نظام قائم ہوا تھا، اور نظام حکومت میں جو خرابیاں پیدا ہونی شروع ہو گئیں تھیں۔ عباسی دور ان خرابیوں کے عروج کا زمانہ تھا۔ دین سے آزاد ہو کر ایک فاسقانہ تمدن معاشرے میں برگ و بار لا رہا تھا اور ایک رندانہ ثقافت تھی جو پروان چڑھ رہی تھی لہو و لعب کا قافلہ شریعت کے حدود و قیود کو پامال کرتا ہوا دینی روایات کو توڑتا ہوا سیل سبک سیر و زمین گیر کی طرح مسلسل آگے بڑھ رہا تھا۔ اعتقادات سے لے کر اخلاقیات تک کے معاملوں میں بھی آزادی آزاد روی اور آزاد خیالی وقت کا فیشن بن چکی تھی، اور ہو رہا تھا۔ المامون کے مصنف علامہ شبلی کا قلم خلیفہ وقت مامون کے دربار کا منظر کھینچتا ہے۔

"بزم عشرت میں وہ رندانہ وضع سے بیٹھا ہے۔ بے تکلف اور رنگین احباب جمع ہیں پری پیکر نازنینوں کا جھرمٹ ہے، دور شراب چل رہا ہے ساز چھیڑا جا رہا ہے، گل اندام کنیزیں نغمہ سرا ہیں، یاران باصفا بدمست ہوتے جاتے ہیں۔ (مامون صفحہ ۹۰)

بادشاہوں کی تاریخ کو اسلامی تاریخ سمجھنے والوں کے لئے یہ بات نوٹ کرنے کی ہے کہ دینی طبقے کی کلیدی شخصیتوں نے جن کی حیثیت وارثین انبیاء کی تھی، غیر اسلامی نظام کی مخالفت کی تھی، اس طبقے نے یا تو انقلاب کی کوشش کی تھی یا انقلاب کی کوششوں میں اپنا تعاون پیش کیا تھا اس سیاسی نظام کے ماتحت عہدۂ قضا کو بھی جو ایک خالص دینی عہدہ تھا قبول کرنے سے اہل دین اور تقویٰ شعار علماء کو انکار تھا یہ علماء حق کی طرف سے گویا عدم تعاون کی تحریک تھی مزاحمت و مقاومت کی اکثر تحریکیں بظاہر ناکام ہو گئیں۔ لیکن ان کی یہ کامیابی کیا کم ہے کہ دوستی دنیا کے لئے دین کا صحیح اور جامع تصور اس امت کے ذہن میں باقی رہ گیا اور ایک مسلم اکثریت کے ملک اور معاشرے میں دین کو اپنی جملہ تفصیلات کے ساتھ جاری و ساری کرنا علماء امت کا مقصد زندگی قرار پایا۔

ائمہ دین اور علماء حق حکومت اور اسلامی معاشرہ دونوں کی اصلاح اور احتساب کے کام میں مصروف تھے اور عوام کی نظروں میں اعتماد ایسے ہی علماء کو حاصل تھا اور علماء کی مخالفت سے حکومت بھی خوف زدہ ہوتی تھی۔ ارباب اقتدار اس کوشش میں لگے رہتے تھے کہ علماء کو بلند عہدے دیئے جائیں تاکہ حکومت کی ساکھ باقی رہے کبھی کبھی بعض وقت علماء کو جاہ و منصب کے قفس زریں میں قید کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ عیش و تنعم کی زندگی کے خوگر ہو کر احتساب اور حق گوئی و بے باکی سے غافل ہو جائیں۔ بنو امیہ سے لے کر بنو عباس تک جاہ و منصب کا دام ہم رنگ زمین ان کے لئے پھیلایا گیا لیکن ایمان و احتساب کی روح سے سرشار علماء حق کا طبقہ جس نے خیر القرون کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ان کبوتروں کی طرح نہ تھا جو دانوں پر اترتے ہیں۔ اور دام تزویر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ یہ تو وہ نفوس قدسیہ فاقہ ان کی دلپسند غذا تھی ان کے جام شراب عیش و عشرت سے تہی لیکن غیرت ایمانی کی مئے سے لبریز تھے۔ وہ اس عقاب کی مانند تھے جو پہاڑوں کی چٹانوں پر بسیرا کرتا ہے۔ انھوں نے منہاج السنہ سے منحرف سیاسی ڈھانچے میں عہدہ و اعزاز کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اور زبان حال سے یہ کہہ دیا کہ ؎

برو ایں دام بر مرغ دگر نہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

۲- علماء حق کے طبقے نے احتساب اور امر بالمعروف سے غفلت نہیں برتی۔ انھوں نے شاہی طمطراق اور حکومت کے کروفر کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں جن کو عوام صرف ایک روحانی شخصیت سمجھتے ہیں تاریخ یہ موجود ہے۔

كان يأمر بالمعروف وينهى عن المنكر للخلفاء والوزراء والسلاطين والقضاة والخاصة والعامة يصدعهم بذلك على رؤوس الاشهاد ورؤوس المنابر وفي المحافل وينكر على من يولي الظلمة ولا تأخذه في الله لومة لائم.

(قلائد الجواہر بحوالہ تاریخ دعوت و عزیمت صفحہ ۲۰۹)

"آپ خلفاء، وزراء، سلاطین و قضاۃ، خواص و عوام سب کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے اور بڑی صفائی اور جرأت کے ساتھ ان کو بھرے مجمع میں اور برسر منبر علی الاعلان ٹوکتے اگر کسی ظالم کو حاکم بنایا جاتا تو اس پر اعتراض کرتے اور خدا کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی آپ کو پرواہ نہ ہوتی۔

۳- شیخ الاسلام عزالدین بن سلام ہیں۔ انھوں نے ان امراء سلطنت کو بازار میں نیلام کر دیا تھا جو ان کے نزدیک مسلمانوں کے بیت المال کی ملکیت تھے اور شرعی طریقے پر آزاد نہیں کئے گئے تھے یہ امراء سلطنت مصر پر حاوی تھے ان میں سے ایک نائب السلطنت بھی تھا۔ شیخ نے یہ فتویٰ دے دیا تھا کہ یہ امراء جب تک شرعی طریقے پر آزاد نہ ہوں ان کے معاملات شرعاً صحیح نہیں اور وہ عام غلاموں کے حکم میں ہیں۔ امراء سلطنت کو بادل ناخواستہ اور طویل کشمکش کے بعد شیخ الاسلام کے فتوے کے سامنے جھکنا پڑا۔ اور شیخ نے ان امراء کو نیلام کر ڈالا ہر ایک پر بولی لگی جب وہ شرعاً آزاد ہو چکے تو پھر اپنی مسندوں پر متمکن ہوئے

عصمت چغتائی اور ان کا انجام

از حکیم عبدالقوی دریابادی

مشہور فحش نگار اور ترقی پسندوں کی سرتاج عصمت چغتائی تقریباً ۸۰ سال کی طویل عمر پاکر اس دنیا سے رخصت ہوگئیں اور انھیں ان ہی کے حسب وصیت مسلمانوں کی طرح دفن نہیں بلکہ جلایا گیا۔ ترقی پسند حلقوں میں ان کا ماتم ہو رہا ہے اور ان کا شمار سعادت حسن منٹو، راجندر سنگھ بیدی اور کرشن چندر کی صف میں کیا جا رہا ہے حالانکہ وہ اپنی فحش اور اخلاق سوز تحریروں میں ان سب سے بدرجہا بڑھی ہوئی تھیں۔ ان کا بدنام ترین جنسی افسانہ "لحاف" جن کو ان کے ادب یا بے ادبی کا شاہکار کہا جاتا ہے۔ خشونت سنگھ کے سے صحافی (جن کی تحریروں میں شہوانیت عموماً نمایاں رہتی ہے) نے اسے فحش قرار دے کر اسے چھاپنے سے انکار کر دیا تھا۔ افسانہ کی اشاعت کے بعد اس کے خلاف مقدمہ بھی چلا۔ بھلا ہو رائج الوقت قانون کی بے بضاعتی کا کہ عدالت نے ان کو بری کر دیا۔ ایک شریف اور معزز مسلم گھرانہ میں پیدا ہونے اور نشو و نما پانے کے باوجود ان کے قلم کا اٹھان اسلامی اور اخلاقی قدروں سے بغاوت کا ہوا اور اسی کو ان کا سرمایۂ کمال تصور کیا گیا۔ ان کی کتابیں "ضدی" اور "چوٹیں" سب اسی رنگ کی تھیں۔ اپنے حقیقی بھائی اور اپنی دلچسپ تحریروں میں انتہائی بے اعتدالی برتنے والے اور دینیات و اخلاقیات سے تمسخر کرنے والے مرزا عظیم بیگ چغتائی مرحوم (جن کو وفات سے قبل توبہ اور رجوع کی توفیق ہو گئی تھی) کے انتقال پر اپنے مضمون "دوزخی" میں ان کا خاکہ جس بے باکی سے پیش کیا اور جس طرح ان کی زندگی اور مرض موت جس میں انھیں بدترین قسم کے جسمانی آزار جھیلنے پڑے تھے۔ ان کا تفصیلی نقشہ عبرت کے لہجہ میں نہیں بلکہ خالص ترقی پسندانہ مضحک لہجہ میں پیش کیا ان کے مرنے پر ان کے مداح مضمون نگاروں نے اس کی خصوصی داد دی اور ایسی باغی خاتون جو مرد کے تابع نہیں رہنا چاہتی تھی اور مرد کو اپنے سے اعلیٰ و ارفع ...

قدردانی کرنے والوں میں سے ایک نے یہ بھی لکھا ہے کہ ۱۹۳۰ء میں جس فساد کی بنیاد انھوں نے ڈالی تھی اس کی چنگاریاں ان کے مرتے دم تک پرتصنع سماج (ظاہر ہے کہ اس سے مراد مسلم معاشرہ ہی ہے) کی زبوں حال قدروں کو خس و خاشاک کی طرح جلاتی رہیں انھوں نے ریڈیو پر کبھی کبھی تقریریں کیں ان میں بھی وہ اپنے اسی مخصوص اسٹائل میں مرد ذات کو گالیاں دیتی رہیں اور اس کے تفوق سے انکار کرتی رہیں۔

مذہب اسلام سے ان کو کتنا لگاؤ تھا اور آزادی کے بعد مسلمانان ہند کو کن حالات سے گزرنا پڑا اس کے بارہ میں ان کے ایک مداح کا یہ چونکا دینے والا انکشاف بھی پڑھ لیجئے:

" عصمت آپا وطن پرست تھیں اور سیکولر مزاج۔ ایک مرتبہ ان کے مرحوم شوہر شاہد لطیف نے ان سے کہا چلو پاکستان چلتے ہیں عصمت چغتائی نے فوراً کہا کہ اگر زیادہ بولے تو میں ہندو ہو جاؤں گی انھوں نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ یہاں ہمارے ملک ہندوستان میں مجھے کہیں متعصب رویہ کی شکایت کا موقع نہیں ملا۔

انھوں نے مجھے یہ بھی بتایا کہ میں نے بھگوت گیتا کا بہت گہرائی سے مطالعہ کیا اور میرے نزدیک یہ دنیا کی سب سے اہم ترین کتاب ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ گیتا میں دنیا کے (WISDOM) عقل و فکر کا نچوڑ موجود ہے۔

ان خیالات کی حامل عورت نے اگر یہ وصیت کی کہ مرنے کے بعد اسے ہندو کی طرح جلایا جائے تو اس پر کسے تعجب ہو سکتا ہے۔ حمید دلوائی اور شری چھاگلہ اس سے قبل ایسے ہی وصیت کر کے اپنے وارثوں سے اس پر عمل کرا بھی چکے تھے۔ البتہ حمید دلوائی نے موت سے کچھ قبل یہ اعلان بھی کر دیا تھا کہ میں سرے سے مسلمان ہی نہیں ہوں زندگی بھر اردو زبان میں لکھنے والی اور اس کی ادیبہ شمار ہونے والی اس خاتون نے ایک ترقی پسند شاعر مجروح سلطان پوری کے ساتھ ...

اہل خیر حضرات سے!

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے کو خدا کے ان نیک بندوں کی فہرست میں شامل کرتے ہیں جنکا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں اس طرح کیا ہے وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

اس وقت پورا عالم مصائب و آفات سے دوچار ہے اور دنیا کے کسی گوشہ میں چین و سکون نہیں نظر آرہا ہے، قتل و غارت گری لوٹ مار اور دوسروں کی حق تلفی عام ہو گئی ہے خود مسلمان جو امت دعوت تھے ان کے حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان حالات کی جو بھی توجیہ کیجائے بہرحال حقیقت یہی ہے کہ یہ دین سے دوری اور غفلت ہی کا نتیجہ ہے۔ لہذا ہماری اولین ذمہ داری یہ ہے کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں اپنے ماحول کو دینی ماحول بنانے کی کوشش کریں، نیز اپنے علاقو میں دینی مکاتب و مدارس قائم کر کے علم دین کو عام کرنے کی فکر کریں کہ تمام برائیوں کی جڑ دین سے ناواقفیت و بے خبری ہے مدارس و مکاتب کے سلسلہ میں ہر شخص جو کوشش کر سکتا ہو کرے، کیونکہ نقائص اور کوتاہیوں کے باوجود مدارس ہی وہ سرچشمہ ہیں جہاں سے ہدایت کی روشنی پھیلتی اور انسانیت کی کھیتی ہری ہوتی ہے۔ انھیں سے وہ افراد نکلتے ہیں جو زندگی کے ہنگاموں میں دین و ایمان کی شمع روشن کرنے کا فریضہ انجام دیتے ہیں، لہذا مدارس کی بقا و تحفظ اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہر مسلمان کو کمربستہ ہو جانا چاہیئے اور وہ جو کچھ بھی کر سکتا ہے کرے۔

قرآن مجید اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور دینی مسائل کے سلسلہ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء کی خدمات محتاج تعارف نہیں، اس کے قیام کو بفضلہ تعالیٰ ایک سو سال ہو گئے ہیں، خدا کا شکر ہے کہ اس اثناء میں اس نے گراں قدر علمی و دینی خدمات انجام دی ہیں، ادارہ کی خوش قسمتی ہے کہ ایک مدت سے اسکو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی مدظلہ العالی کی توجہ اور سرپرستی بھی حاصل ہے جن کے دور نظامت میں وہ ایک عظیم اسلامی مرکز بن سکا ہے اور اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت اور دینی زندگی کے لئے اس کے طلباء و اساتذہ اور کارکنان حتی الوسع کوشاں ہیں اس وقت دارالعلوم میں ہندوستان کے دور دراز علاقوں کے علاوہ دوسرے ممالک کے طلباء بھی زیر تعلیم ہیں اور مختلف ممالک سے داخلہ کی درخواستیں برابر آتی رہتی ہیں جس کی بنا پر داخلوں کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ ہو رہا ہے، دارالعلوم اور خاص طور سے معہد دارالعلوم میں باوجود وسعت کے بہت تنگی محسوس ہو رہی ہے داخلہ کے امیدوار بہت سے طلبہ کو ہر سال واپس ہونا پڑتا ہے، یہ صورت حال ذمہ داران دارالعلوم کے لئے سخت باعث فکر و تشویش ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے چند سال قبل لکھنؤ سے ۱۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر موضع مہیت مئو میں حضرت ناظم صاحب ندوۃ العلماء سے عقیدت رکھنے والے دیندار مسلمانوں کے تعاون سے کچھ وسیع اراضی مع ایک قدیم و خستہ مسجد حاصل ہو گئی تھی جسمیں فوری طور پر ایک مدرسہ کا اجرا کر دیا گیا تھا، اب ماشاء اللہ ۳-۴ سال سے وہاں شعبۂ حفظ اور ابتدائی عربی درجات کی بھی تعلیم دی جانے لگی ہے۔ یہ پورا نظام مسجد کے تنگ و خستہ حجروں اور عارضی اقامت گاہوں میں انجام پا رہا ہے مسجد کی توسیع و درسگاہ اور دارالاقامہ کی تعمیر کی فوری ضرورت کی بنا پر سردست مسجد کی تعمیر شروع کر دی گئی تھی۔ اب بنام خدا درسگاہ اور دارالاقامہ کی تعمیر بھی شروع کر دی گئی ہے اسکی تکمیل ہو جانے سے طلباء کی مزید تعداد کو استفادہ کی سہولت حاصل ہو جائے گی سردست وہاں طلباء کی تعداد ۲۰۰ ہے اور اساتذہ و عملہ کی تعداد ۱۵ ہے۔ فوری اور ہنگامی طور پر جتنے حصہ کی تعمیر ضروری ہے وہ تقریباً ۲۵ لاکھ کی لاگت سے تیار ہو سکے گی۔ امید ہے کہ جن بھائیوں کو اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے، وہ دل کھول کر نہ صرف خود اسمیں حصہ لیں گے، بلکہ دوسرے احباب و دوستوں کو بھی اس کی طرف متوجہ کریں گے یہ ایسا صدقۂ جاریہ ہے جس کا سلسلہ برابر جاری ہی رہتا ہے، صاحب حیثیت حضرات اپنے مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے ان کے نام سے بھی کمرے بنوا کر مستقل صدقۂ جاریہ کا سلسلہ قائم کر سکتے ہیں۔ تعمیر کا کام تو شروع کر دیا گیا ہے لیکن رقم کی شدید دشواریوں کا سامنا ہے امید ہے کہ اہل خیر حضرات اپنا تعاون پیش کرنے میں تاخیر نہ فرمائیں گے۔

(مولانا) معین اللہ ندوی
(نائب ناظم ندوۃ العلماء)

(مولانا) محب اللہ ندوی
(مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء)

نوٹ: چیک، ڈرافٹ، منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرمائیں ... جس مد کی ہو اس کی صراحت ضروری ہے، ... ناظم ندوۃ العلماء پوسٹ بکس ۹۳، ندوہ لکھنؤ ...

عالم اسلام

وصاف عالم ندوی

کمیونسٹوں کے قلعہ تاشقند میں اللہ اکبر کی فلک شگاف صدائیں!

ایک فرانسیسی اخبار "لوبوان" نے کمیونسٹ روسی اقتدار میں مسلمانوں پر ہونے والی زیادتیوں کے سامنے مسلمانوں کی پامردی اور اسلام کی حقانیت کو سراہتے ہوئے مفصل تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

روس کی ۶۸ ملین مسلم آبادی اپنے عقیدہ و مذہب اپنی ثقافت اور اپنے تشخص کے تحفظ میں کامیاب ہو گئی جبکہ کمیونسٹ انقلاب کے بعد ساری دنیا سے کٹ کر انھیں گوشہ گیر بنا دیا تھا، اور آئے دن ان کی جلاوطنی و نسل کشی کے واقعات رونما ہوتے رہتے تھے مزید انھوں نے لکھا ہے کہ کمیونزم کی ناکامی اور اسلامی جمہوریاؤں کی آزادی کے بعد اسلام نے بذات خود بے خوف و خطر اپنا انتقام لینا شروع کر دیا ہے اور تاشقند کی سرزمین میں جہاں کبھی ایک خدا کا نام لینا موجب کفر تھا اب وہاں کی فضا اللہ اکبر کی صداؤں سے گونج رہی ہے ایک وقت تھا کہ وہاں سوائے یفجینی بوریس، ناتاشہ جیسے ناموں کے علاوہ مشکل سے کوئی دوسرا نام سنائی دیتا تھا لیکن اب یہ حال ہے کہ محمد، حسن، صلاح، فاطمہ جیسے خالص اسلامی ناموں کا ہر طرف چرچا ہے اس کے ساتھ مساجد کی آبادکاری میں بھی آئے دن اضافہ ہو رہا ہے اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ تاشقند میں ابتداء سال سے اب تک ۱۲ مسجدیں تاجکستان کی راجدھانی "شلیبہ" میں ۹، سمرقند میں ___ تعمیر ہو چکی ہیں اس کے علاوہ سابق ولایات متحدہ روس میں اس وقت ۶ ہزار سے زائد مساجد کا شمار کیا گیا ہے جو زبان حال سے کہہ رہی ہیں کہ اسلام انتہائی نازک اور ناساعد حالات میں بھی اپنی قوت و توانائی، تازگی و بالیدگی کی حفاظت کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہے۔

اپنے اس تبصرہ میں اخبار نے لکھا ہے "اسلام کاریموف" کے آزادانہ اختیارات کو دیکھ کر روسی نقل مکانی میں شدت آگئی ہے جبکہ ازبکستان میں ۱۱ لاکھ روسی ہیں جس کی مجموعی تعداد ایک کروڑ ہے لیکن اسلامی جمہوریاؤں کی مکمل آزادی کے بعد وہاں وہ اپنے لئے کوئی جگہ نہیں پا رہے ہیں اور انھیں اجنبیت کا احساس ہونے لگا ہے لہذا دور دراز جمہوریاؤں سے ترک وطن کر کے اپنے آبائی اصلی وطن یورپی روس میں سکونت اختیار کرنے میں اخبار نے اپنے تبصرہ کا آخری حصہ یوں تحریر کیا ہے جن خاندانوں نے اپنے کو دین اسلام سے جوڑے رکھا تھا وہ اپنے بچوں کو سیکولر اور کمیونسٹ اور محفوظ تعلیم گاہوں سے واپس بلا رہے ہیں تاکہ ان کو دین اسلام کے حامل اساتذہ کے سپرد کریں جو انھیں تعلیمات اسلام سے روشناس کر سکیں ایشیا اوسط فوناز۔ فولجا میں عربی مدارس کی تعداد ۱۹۹۱ء تک ۱۳۰۴ تک پہونچ گئی ہے جبکہ ۱۹۸۵ء تک اس کی تعداد صرف ۸۲ تھی

ترجمہ قرآن میں یہودی ذہنیت

ایک طرف جہاں اسلامی نشأۃ ثانیہ کا غلغلہ دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک بلند ہو رہا ہے خواتین میں پردہ کا التزام اور مسلم نوجوانوں میں مساجد سے اشتغال کا جذبہ ماضی کے مقابلہ میں بڑھ رہا ہے اسلامی حکومت کے قیام کے لئے ہر طرف کوششیں کی جا رہی ہیں وہیں عیسائی مشنریوں کی سرگرمیاں تیز ہو رہی ہیں۔ اور یہودیت و صہیونیت سرطان میں دنیا کی ایک تیسری تعداد میں مبتلا ہو رہی ہے حال میں خبر ملی ہے کہ ایک یہودی رائٹر اندوریا شوری نے فرنچ میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے جس میں کھل کر تحریف و تصحیف سے کام لیا ہے۔ اس طرح اسلام کی تصویر کو بگاڑنے اور یہودیت کو رواج دینے کی ایک نئی راہ نکالی ہے اس ترجمہ میں خصوصاً ان آیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ طرفہ تماشہ یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ اپنی اس حرکت پہ ندامت کا اظہار کرتے انھوں نے اس عمل کا جواز یہ پیش کیا ہے کہ بہت سی ایسی آیتیں جو نسلی نسل کی بدنامی اور عار کا باعث ہیں جیسے سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیت:

وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا ۔

اس لئے اس میں ترمیم لازمی ہے ستم بالائے ستم یہ ہے کہ اس کی طباعت کے ساتھ ساتھ ذرائع ابلاغ سے اس کی ترویج کی کوششیں کی جا رہی ہیں اخبار "المسلمون" کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ یورپ میں ایک لاکھ کی تعداد میں اس محرف قرآن مجید کے نسخے مختلف مکتبوں اور غلہ کی دکانوں میں رکھ دیئے گئے ہیں اس قرآن مجید کی اشاعت جس ملک میں سب سے زیادہ ہوتی ہے وہ فرانس ہے اگرچہ تیر کمان سے نکل چکا ہے لیکن اس کی تلافی کے لئے جو کچھ ہو سکتا ہے مسلمان کر رہے ہیں احتجاجات کے ساتھ ذرائع ابلاغ کو صحیح حالات و معلومات تک کی رسائی کے لئے تعاون کر رہے ہیں اور اس مسئلہ کو پارلیامنٹ میں اٹھانے کی کوششیں جاری ہیں۔ (المسلمون)

بلغاری مسلمانوں کی معیشت اور دینی حالت پر ایک نظر

بلغاریہ کے مفتی شیخ ندیم نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ کمیونزم کی ناکامی کے بعد بلغاریہ کے مسلم عوام نے اطمینان کا سانس لیا ہے اور کسی حد تک شعائر اسلام کی پابندی بھی کرنے کا انھیں موقع ملا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بلغاریہ میں مسلم آبادی صرف ۵ فیصد ہے جو مبادیات اسلام سے بھی نابلد ہے ان میں کی اکثریت ترک اور بلغاری ہے۔ لیکن وہاں جو جماعتیں قوباسی، محمد امین، مخبریہ کے نام سے پائی جاتی ہیں۔ ان میں اکثر جماعتیں مسلم ہیں، اور ان میں باہمی اتحاد بھی ہے۔

شیخ ندیم نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ بلغاریہ میں فتح عثمانی کے ساتھ ساتھ اسلام کا ورود ہوا لیکن ۱۹۵۲ء میں جب کمیونزم کا وہاں تسلط ہوا ہے اسی وقت سے وہاں کے ذرائع ابلاغ نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف زہر افشانی کرنی شروع کر دی ہے۔ اسلام کی تصویر کو مسخ کرنے کے لئے سینما کے پردوں کا بھی سہارا لیا گیا۔ پھر انھوں اور کمیونزم کا خاتمہ ہو چکا ہے لیکن اب بھی مسلمانوں کو زبردست مشکلات کا سامنا ہے جو دراصل کمیونزم ہی کی پیداوار ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں ناخواندگی کی شرح تصور سے زیادہ ہے۔ اس کا اثر ان کی معیشت پر بھی براہ راست پڑا ہے اور مسلمانوں کی معیشت چھوٹی چھوٹی صنعت اور پرمشقت دستکاری تک محدود ہے اسی طرح وہاں پوری مسلم آبادی میں صرف ایک مدرسہ بڑی مشکلوں سے قائم ہو سکا ہے اس وقت مدارس اسلامیہ کی اشد ضرورت ہے اور اس وقت حکومت وقت بھی مدرسوں اور اداروں کی تاسیس میں کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتی اس لئے یہ مدارس کے قیام کا بہترین وقت ہے۔

امریکی کانگریس کی لائبریری میں اسلامیات کا قابل قدر ذخیرہ!

امریکی کانگریس کی لائبریری کے ڈائرکٹر جارج عطیہ نے اس لائبریری کے سلسلہ میں معلومات فراہم کرتے ہوئے کہا اس لائبریری میں تقریباً دو ہزار مخطوطے ہیں جن میں عربی مخطوطوں کی تعداد ۶ سو کے لگ بھگ ہے ان مخطوطوں میں قرآن کریم کے دو ایسے نسخے ہیں جن کا تعلق چوتھی صدی ہجری سے ہے۔

انھوں نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ یہ سب عربی اسلامی سرمایہ ہیں اسی وجہ سے یہ ہماری اولین توجہات کا مرکز بنے رہتے ہیں۔ انھوں نے اسلامیات کے سلسلہ میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ یہ سب دنیا کے دور دراز ممالک سے آتے ہیں اس وقت لائبریری میں ذخیرہ شدہ مجموعی کتابوں کی تعداد ۱۲ ملین ہے جن میں ایک ملین کتاب خاص اسلامیات پر مشتمل ہیں انھوں نے بتایا کہ اس کتب خانہ کا دروازہ استفادہ کرنے والوں اور اسکالروں کے لئے ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اور اسکالروں کے لئے ایک سال کے لئے اجازت نامہ جاری کیا جاتا ہے، تاکہ لائبریری کے لائبریری سے کماحقہ استفادہ کر سکیں۔ اس کے علاوہ ان کی سہولیات کے لئے زیروکس مشین بھی ہیں تاکہ مطلوبہ دستاویزات و مخطوطات کی نقل لے اپنے پاس محفوظ کر سکیں

جامعہ اسلامیہ اعظم گڈھ

وقت کی اہم ضرورت

جامعہ اسلامیہ مظفر پور اعظم گڈھ میں اساتذہ وطلبہ کے سامنے مولانا سید محمد رابع حسنی عمید کلیۃ اللغۃ ندوۃ العلماء کا خطاب

(دوسری و آخری قسط)

النادی العربی اور جمعیۃ الاصلاح کی اہمیت پر تقریر

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ——— اما بعد!

جیسے ہر چیز کا ایک ضمیمہ ہوتا ہے جو بعد میں لگایا جاتا ہے اس تقریر کا بھی ایک ضمیمہ ہے، عزیزی نسیم الدین ندوی نے بہت اچھی بات یاد دلائی "النادی العربی" اور "جمعیۃ الاصلاح" جو ہم لوگوں کے یہاں اصطلاحات چلتی ہیں، تو اس سلسلے میں ان کی خواہش یہ ہوئی کہ آپکے سامنے تعارف کرایا جائے اور اس کی طرف توجہ دلائی جائے، ہمارے عزیزی مولوی سلمان صاحب ندوی نے جن باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی اس سلسلہ کی یہ بات ہے کہ اپنے کو علم میں تیار کرنا، بولنے لکھنے کی مشق کرنا، اس کی صلاحیت پیدا کرنا جو بہت ضروری ہے اور اس کے بغیر علم معتبر نہیں اور پڑھا لکھا آدمی پڑھا لکھا آدمی نہیں کہلائے گا اس لئے اس کا نفع اور اس کا علم ظاہر ہی نہیں ہو سکتا اگر وہ نہ اپنے قلم سے ظاہر کر سکتا ہے اور نہ اپنی زبان سے ظاہر کر سکتا ہے تو اس کے

نہ اپنی زبان سے ظاہر کر سکتا ہے تو اس کے علم سے آپ کو کیا فائدہ

تو "النادی العربی" ہو یا "جمعیۃ الاصلاح" ہو، یہ ادارے اسی لئے قائم کیے جاتے ہیں طلبہ میں تاکہ ان کو اپنے علم کو ظاہر کرنے اور اپنے علم کو بڑھانے کے جو عملی طریقے ہیں ان کو برتنے کا موقع ملے، اس لئے کہ ہر کام استاذ نہیں کر سکتا، استاذ پڑھانے میں وہ سارے صحیح طریقے اپنا سکتا ہے جو مفید ہیں، محنت کر سکتا ہے، توجہ دلا سکتا ہے، علم کو بہت واضح کر سکتا ہے، لیکن اس طرح مشق آپ کو نہیں کرا سکتا، جس طرح تفصیلی طور پر مشق

تو اس کے لئے دار العلوم ندوۃ العلماء میں یہ اہتمام ہے کہ ہر ہفتہ جمعرات کے دن یہ اہتمام ہوتا ہے کہ عربی بولنے لکھنے کی مشق کا مظاہرہ کریں، مظاہرہ کرنے میں ہوتا ہے کہ طالب علم جب اپنے ساتھیوں کے سامنے کھڑے ہو کر بولتا ہے یا اپنا مقالہ پیش کرتا ہے تو اس کو اچھے طریقے سے پیش کرنے کی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ آدمی نہیں چاہتا کہ وہ بُری شکل میں ظاہر ہو جیسے آدمی نہیں چاہتا کہ پھٹے پرانے کپڑے پہن کر مجمع کے سامنے آجائے میلے کپڑے پہن کر مجمع کے سامنے آجائے اسی طرح آپ یہ بھی نہیں چاہیں گے کہ آپ تقریر کریں یا اپنا کوئی مقالہ پیش کریں اور وہ بھونڈا ہو بہت خراب ہو، لوگ اس کو سن کر ہنسیں تو ہر شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ جو چیز وہ پیش کرے وہ اچھی ستھری اور سلیقہ کی ہو۔ اور یہی چیز باعث بنتی ہے اس کی محنت کی جب اس کو معلوم ہوگا کہ ہمیں کوئی مقالہ پیش کرنا ہے یا تقریر کرنی ہے اپنے ساتھیوں کے سامنے تو اس کو تیار کرے گا۔ اس میں محنت کرے گا، اور سلیقہ سے اس کو پیش کرنے کی کوشش کرے گا، اس لئے تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ یہ ادارے جیسے "النادی العربی" ہے وہ عربی کی مشق کے لئے قائم کی گئی ہے "الاصلاح" ہے طلبہ کی، وہ ان کو اردو میں اور علمی چیزوں کو ظاہر کرنے اور اس کو تیار کرنے کے لئے مشق کرانے کے لئے وہ ادارہ قائم کیا گیا ہے تو جو بھی جامعہ قائم ہوتا ہے اس میں اس کا اہتمام مناسب ہوتا ہے کہ وہاں "النادی العربی" جیسی اور "الاصلاح" جیسا ایک ادارہ بھی ہو کہ اردو میں، انگریزی میں، عربی میں اپنی صلاحیت کو ظاہر کرنے اپنی صلاحیتوں کو عمل میں لانے کی مشق کرائی جائے، یہ ادارے اس لئے ہوتے ہیں، اور اگر توجہ کے ساتھ ان اداروں کو چلایا جائے اور ان سے فائدہ

اور اساتذہ جتنا کر سکتے ہیں کرتے ہیں اس کے بعد کا کام طلبہ خود کرتے ہیں کیونکہ وہ اپنے خالی اوقات میں عربی یا اردو میں جلسوں کا اہتمام کرتے ہیں۔ مثلاً "الاصلاح" ہے ندوۃ العلماء میں وہ عشاء کے بعد یا مغرب کے بعد اپنے جلسے رکھتے ہیں اس میں اپنے ساتھیوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اسٹیج کے سامنے آئیں اور کچھ بولیں، کچھ لکھ کر پیش کریں یا آپس میں مذاکرہ کریں، مباحثہ اور مناقشہ کریں "النادی العربی" میں یہی کام عربی میں ہوتا ہے کہ عربی زبان میں آپس میں بات چیت کیجئے! مناقشہ کیجئے یا مقالہ لکھ کر پیش کیجئے، یا تقریر کیجئے بغیر تیاری کے! برجستہ تو یہ سب کرنے سے مشق ہوتی ہے اور آدمی مستقبل کے لئے تیار ہوتا ہے، اپنے ساتھیوں کے اندر کچھ غلطیاں اگر ہو جائیں اور ساتھی کچھ ہنسنے لگیں تو اس کو آدمی برداشت کر لیتا ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ غیروں میں جا کر غیروں کے سامنے اس کی غلطی ظاہر ہو کمزوری ظاہر ہو وہاں لوگ ہنسیں تو زیادہ ذلت کی بات ہے، اپنے ساتھیوں میں کیا ہے کہ آپس میں مذاق بھی کرتے ہیں، اگر اس کی غلطی ظاہر ہوئی ساتھیوں کے سامنے تو کوئی اہانت کی بات نہیں ہے اس لئے یہ جلسے بہت مفید ہوتے ہیں کہ اپنے ساتھیوں کے سامنے تو آدمی کام چلائے گا اور اپنی ذلت نہیں سمجھے گا لیکن اس کے ذریعہ سے مشق ہو جائیگی اور وہ تیار ہو جائے گا، اور دیکھئے! ایک بات سمجھ لیجئے کہ ہر چیز کرنے سے آتی ہے پڑھنا پڑھنے سے آئے گا۔ بولنا بولنے سے آئے گا، لکھنا لکھنے سے آئے گا۔ بات کرنا بات کرنے سے آئے گا۔ جو کام آپ زیادہ کریں گے توجہ کے ساتھ وہ آپ کو آجائے گا، اور نہیں کریں گے تو سوچنے سے نہیں آئے گا۔ یا محض خواہش سے نہیں آئے گا اس لئے جتنے عملی طریقے ہیں جن کی طرف مولانا سلمان صاحب نے توجہ دلائی وہ بہت اہم ہیں۔ اور چونکہ یہ ادارہ اسی سال قائم ہوا ہے اس لئے آپ کو ان سب چیزوں کا اہتمام کرنا ہوگا، اس لئے کہ جو آپکے اساتذہ ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ "النادی العربی" کس طرح چلائی جاتی ہے، کیسی ہوتی ہے "الاصلاح" کیسی ہوتی ہے، وہ انشاء اللہ ان شعبوں کو قائم کریں گے اور چلائیں گے، آپ لوگ اس سے پوری دلچسپی لیجئے اس لئے نہیں کہ ادارہ کی طرف سے یہ انتظام کیا گیا ہے بلکہ اس لئے کہ آپ کی کامیابی اس پر منحصر ہے، اگر آپ دلچسپی نہیں لیں گے تو ادارہ [illegible]

پورا کر دیتا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں گے تو فائدہ آپ کو پہنچے گا۔ اور اگر اس کی طرف توجہ نہیں دیں گے غفلت برتیں گے تو نقصان بھی آپ ہی کا ہوگا۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپکے گھر والے آپکے بڑے کہیں گے۔ تم نے اتنے سال گنوائے اس کے بعد تم کیا لے کر آئے، تم پتھروں کی طرح لوٹ کر چلے آئے، کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تو گھر والے بھی اس کو پسند نہیں کریں گے، کہیں گے کہ آپ کچھ لئے بغیر کچھ سیکھے بغیر چلے آئے، اس لئے جو کچھ کرنا ہے آپ کو اسی زندگی کے اندر کرنا ہے اس میں اگر آپ نے کوتاہی کی اور وقت ضائع کیا تو سمجھئے اس کی تلافی نہیں کر سکتے اس لئے یہ کڑوا گھونٹ تو پینا پڑے گا۔ چاہے آپ کی خواہشات کا آپ کی سہولتوں کا خون ہو جائے اگر آپ مقصد پیش نظر رکھیں، اگر مقصد پیش نظر نہیں ہے تو جیسے کہ عزیزی سلمان نے کہا کہ "یحمل اسفارا" کا مسئلہ ہے تو ٹھیک ہے، کہ سند لے کر آپ چلے جائیں، اور جو کوئی پوچھے بھائی آپ کو کیا حاصل ہوا، اور کوئی مسئلہ کھڑا ہو تو آپ کہیں کہ صاحب یہ سند ہے، سند نکال کر دکھا دیں۔ نہ بولیں، نہ لکھیں، نہ کچھ کہیں تو یہی ہوگا؟

آپنے کچھ سیکھا نہیں، اداروں کا قائم ہونا یہ وسیلہ ہے، اس سے مقصد حاصل نہیں ہو جاتا ہے، مقصد حاصل ہوتا ہے اس وسیلہ سے صحیح فائدہ اٹھانے سے، مولانا تقی الدین صاحب اتنا ہی کر سکتے تھے کہ جامعہ قائم کر دیں، اساتذہ مہیا کر دیں۔ اور ضروری انتظامات کر دیں، لیکن یہ تو نہیں کر سکتے تھے کہ سب کے دماغوں میں علم کو اتار دیں، وہ علم پلا نہیں سکتے، وہ تو آپ پئیں گے، پئیں گے نہیں تو آپ کو کوئی پلا نہیں سکتا، نہ استاذ پلا سکتا ہے نہ ادارہ کا سرپرست پلا سکتا ہے۔ آپ سبق پڑھ رہے ہیں اور استاذ پوری محنت سے پڑھا رہا ہے، لیکن اگر آپ کا ذہن متوجہ نہیں ہے تو آپ کو کچھ نہیں ملے گا۔ استاذ کا پڑھانا محنت کرنا کچھ نہ کرے گا بالکل ایک لفظ بھی پلے نہیں پڑے گا۔ اگر آپ کا دماغ ادھر ادھر گھوم رہا ہے تو کرنا آپ کو ہے، یہ سمجھ لیجئے ادارہ تو اپنا انتظام کرے گا جو کچھ کر سکتا ہے لیکن آپ کی کامیابی کا انحصار آپ پر ہے، آپ پوری محنت کریں گے، آپ ان وسائل سے پورا فائدہ اٹھائیں گے تو آپ کامیاب ہونگے [illegible]

طلبہ کا صفحہ

حلقۂ گرداب سے تو اپنی کشتی کو نکال

ذکی نور

آج جہاد حق اور سنت محمدیہ کے اتباع کا نعرہ بلند کرنیوالی، ساری انسانیت کو روشنی دکھانے والی جبر و ضبط اور حوصلہ کو اپنا شعار بنانیوالی کسی بھی جاں بلب معاشرہ کو بچانیوالی۔ بجھتے ہوئے چراغ کو روشنی بخشنے والی ملت اسلامیہ خود نا اتفاقی تفرقہ بازی عداوت و دشمنی، بغض و عناد کا شکار ہے یہ اسوقت دولت کی ہوس اور پیسہ کمانے کی دوڑ میں کسی قوم سے پیچھے نہیں رہی تنزل و تفرق کی کوئی ایسی وادی نہیں جہاں اسنے قدم نہ رکھے ہوں ذلت و خواری کا کوئی ایسا گڑھا نہیں جسمیں اس نے گرنے کی کوشش نہ کی ہو مادی ترقی کے عشق میں اپنی ملی غیرت کو بھی داؤں پر لگانے سے گریز نہیں کیا آج ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی ذلت و رسوائی کے لئے کوشاں اور اسکی عزت و آبرو کے درپے ہے یہ وہ وجوہ و اسباب ہیں جسکی وجہ سے ملت نہ صرف انحطاط و انتشار کا شکار ہوئی بلکہ اسکی عظیم اکثریت عملاً اسلام سے بیزاری محسوس کرنے لگی اور وہ ملت جسکا وجود دوسری قوموں کے اندر

نا اتفاقی و تفرقہ بازی ختم کر کے اتفاق و اتحاد رواداری و ہمدردی کا سبق دینے کے لئے ہوا تھا وہ مختلف فرقوں اور جماعتوں میں بٹ گئی اسی حالت زار پر علامہ اکبر الٰہ آبادی نے رونا روتے ہوئے کہا تھا۔

جو تفرقہ اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آ کے پڑا ہے
جس دین نے تھے غیروں کے دل آکے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

ملت کی اس ذلت و پستی انکے ضعف و کمزوری کی وجہ کیا ہے اسکی کمزوری کی وجہ قرآن کی اس پیشین گوئی سے منہ موڑنا ہے کہ اگر تم نے اختلاف کیا تو تم کمزور ہو جاؤ گے تمہاری وہ قوت و طاقت جسنے قیصر و کسریٰ کے تخت و تاج تاراج کئے ختم ہو جائیگی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا "واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔" لیکن فرزندان اسلام نے اسکو فراموش کر دیا اور شرم اور عیب کی بات تو یہ ہے کہ دشمن اسلام [illegible]

تو اللہ نے "والذین ھم عن اللغو معرضون" قرار دیا ہے اور جماعت [illegible] دینا تو اس [illegible] کا نتیجہ ہے بس [illegible] مجلس شوریٰ [illegible] مجلس کے ارکان کے اس رائے کو کہ ہمارے نظام کو ہمارے کام کو اشتراکیت سے خطرہ ہے۔ ملوکیت سے خطرہ ہے جمہوریت سے خطرہ ہے کسی نے اسکی ترجمانی کرتے ہوئے کہا ہے کہ

فتنۂ فردا کی ہیبت کا یہ عالم ہے کہ آج
کانپتے ہیں کوہسار و مرغزار و جوئبار
میرے آقا وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

اور اسکے جواب میں جس شیطان ابلیس نے کہا تھا۔

ہر نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جسکے دیں کی احتساب کائنات

اور جس نے کہا تھا۔

ہے اگر مجھکو خطر کوئی تو اس امت سے ہے
جسکے خاکستر میں ہے اب تک شرار آرزو
خال خال اس قوم میں ابتک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشک سحر گاہی سے جو ظالم وضو

وہ ملت اس ابلیس کی فریب کاریوں کا شکار ہوئی اور قرآن و حدیث کے واضح پیغام کو فراموش کر دیا جس کی وجہ سے اس کی کشتی حلقۂ گرداب میں پھنس کر رہ گئی اور اس کی وہ حقیقت جاتی رہی جو اس کا پیغام تھا اور اسی پر رونا علامہ اقبال نے بھی رویا ہے اور کہا ہے۔

وہ سجدہ روح زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب

لہٰذا اب اس ڈوبتی نیا کو ساحل سے لگانے کی ضرورت ہے لہٰذا اے امت مسلمہ کے فرزندو۔

اٹھو کہ اب باقی نہیں ہے فرصت رنج و ملال
حلقۂ گرداب سے تو اپنی کشتی کو نکال

اسلئے اب ہم کو اپنی زندگی اور حالات میں تبدیلی لانی پڑے گی اور "وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین" کے سہارے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا اور یہ دعویٰ کرنا کہ دنیا کی کوئی

کہ خداوند قدوس نے ہماری کامیابی و کامرانی سرفرازی و سرخروئی کا وعدہ کر رکھا ہے ہمارے کام نہ آئے گا ہمارا اللہ سے کوئی نسبی رشتہ نہیں کہ ہم جیسے بھی ہوں جس حال میں بھی ہوں اور بے عملی کے جس مقام پر بھی پہونچ جائیں ہماری مدد ضرور ہوگی بلکہ ملت اسلامیہ کی قدر و قیمت انکے عقائد کی درستگی شرک و بدعات سے دوری اور اسوۂ رسول پر عمل کرنے میں ہے انکی سربلندی اور سرفرازی کا راز ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھے رہنے میں نہیں بلکہ ان تعلیمات پر عمل میں مضمر ہے جو خدا اور اسکے رسول نے بتائے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے میں اور ان کی دی ہوئی امانتوں کو سینے سے لگائے رکھنے میں تو قدرت ہماری حفاظت کی ضامن ہوگی ہمارا مٹنا قانون قدرت کے خلاف ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے ہمکو یہ نسخہ بھی بتا دیا ہے کہ ملت کی تعمیر نو اور کامیابی و سرخروئی کا راز عمل اور پیروی رسول میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُولِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْآخِرَ"

یعنی ہمیں بھٹکنے کی ضرورت نہیں ہے ہمارے پیارے رسول کی زندگی میں جو کچھ ہے اسکی پیروی اور اس پر عمل ہماری رہبری کے لئے کافی ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

لہٰذا ایسی اختلاف اور باہمی دشمنی و عداوت کو ختم کر کے اتفاق و اتحاد اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر چلنے کے ساتھ ساتھ ضرورت اس بات کی بھی ہے کہ گلاب کے سدا بہار پھول کی طرح اسلام کے شاداب اور روح افزا پودے کی خون دل سے آبیاری کی جائے اسکی ساخت پرداخت، نشو و نما اور اس کی آرائش و زیبائش میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے کیونکہ مصیبتوں سے گھبرا کر پیچھے دیکھنا ہمارا شعار نہیں ہمیں تو کوئے یار سے نکل کر سوئے دار کیطرف چل پڑنے اور "انتم الاعلون" کے اصولوں کو اپنا شعار بنانے کی ضرورت ہے اور ہم ایسا کرنے کے بعد ہی یہ دعوا کر سکتے ہیں کہ

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

پیدا کرے تو وہ پھر ساری انسانیت کو روشنی دکھا سکتی اور تفرقہ اقوام کو ختم کر کے اسلام کے ذریعہ سب دلوں کو ایک کر سکتی ہے کیونکہ یہی وہ ملت ہے جسکے پاس ہر عہد میں کسی ڈوبتے ہوئے معاشرہ کو ساحل نجات پر لانے کسی بجھتے ہوئے چراغ کو روشنی بخشنے اور کسی جاں بلب ملک و معاشرہ کو بچا لینے کا پیغام ہے اسکے پاس وہ کتاب الٰہی ہے جو اسوہ رسول ہے اسکے پاس وہ ایمان موجود ہے جو اس کو خالص دولت پرست طاقت پرست اور مادہ پرست بننے سے روکتا ہے یہ تنہا وہ ملت ہے جسکو اس زندگی کے بعد دوسری زندگی کا یقین کامل ہے لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ ملت دوبارہ بیداری، تعمیر نو اور زندگی قبول کرنے کے بعد اپنا کھویا ہوا مقام حاصل نہ کر سکے کسی نے کہا ہے

یقیں ہے مجھکو اس صحرا سے دریا کی روانی کا
نہ برسا ہو جہاں مدت سے اک قطرہ بھی پانی کا

مسلمان اسلام کی شاندار روایات کے امین اور اس معاشرہ عالم کی ایک اہم اکائی ہیں اگر وہ اپنی امتیازی صلاحیت کا ثبوت پیش کریں اپنی اہلیت و افادیت اپنے خلوص اور اپنی صداقت کا مظاہرہ کریں تو نہ صرف اپنی کشتی کو ساحل مراد پر لگالیں گے بلکہ وہ قیادت و سیادت کا منصب بھی حاصل کر سکتے ہیں جس کے لئے وہ پیدا کئے گئے ہیں۔

حنا بند عروس لالہ ہے خون جگر تیرا
تیری نسبت براہیمی ہے معمار جہاں تو ہے

یہ مبالغہ نہیں امر واقعہ ہے کہ اگر مسلمان اپنے کو اخلاقی باطنی ذہنی اور علمی طور پر ممتاز و فائق ثابت کر دیں تو وہ قیادت و سیادت کے طالب نہیں ہونگے بلکہ قیادت و سیادت خود ان کی طالب ہوگی دنیا انہیں سورج کے چراغ لے کر ڈھونڈے گی خاک کے ذرہ ذرہ اور درخت کے پتہ پتہ سے یہ آواز آئیگی انسانیت کو بچانیوالو کہاں ہو آؤ ہماری خبر لو ہمیں حلقۂ گرداب سے نکالو یقیناً تمہیں اس معاشرہ کے نجات دہندہ اور اس کی آخری امید ہو اور بقول اقبال اسوقت غیبی ندا اس طرح سنائی دیگی

قسم عالم کا مسلم کوکب تابندہ ہے
جسکی تابانی سے افسون سحر شرمندہ ہے

اگر مسلمان اللہ اور اسکے رسول کا تابع فرمان ہو کر زندگی گذاریں معاشرہ کو عدل و انصاف، عقل سلیم، خدا ترسی انسان دوستی اور اسلام دوستی کا پیغام دیں اور اس پیغام میں ایمان کی خوشبو [illegible]